قومی سطح پر ہماری ذلت و مسکنت اور معاشی غلامی کا اصل سبب "خذلانِ الٰہی" ہے

ایک آزاد اور خود مختار قوم ہونے کے باوجود ہم کیمپ ڈیوڈ اور اوسلو طرز کے خفیہ معاہدے پر کیوں مجبور ہوئے؟

چین کی طرف سے دفاعی معاہدے کی پیشکش اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل و کرم کا مظہر ہے جس سے فائدہ نہ اُٹھانا سنگین غلطی ہوگی

دنیا کے سیاسی افق پر آج اُمت مسلمہ کو کوئی حیثیت اور مقام حاصل نہیں ہے اور وہ "نہ تین میں نہ تیرہ میں" کی مصداق بن چکی ہے

نظریہ پاکستان کے ساتھ "نوائے وقت" کی وفاداری ہر شک و شبہ سے بالاتر ہے

مسجد دار السلام باغِ جناح' لاہور میں امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد مد ظلہ کے ۲۶/ فروری ۹۹ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

مرتب : نعیم اختر عدنان

خطبۂ مسنونہ' تلاوتِ آیات اور ادعیۂ ماثورہ کے بعد فرمایا : میری آج کی گفتگو گزشتہ جمعہ کی گفتگو ہی کا ضمیمہ اور تسلسل ہے۔ اس اعادے کی ضرورت اس لئے محسوس ہوئی کہ خطابِ جمعہ کی جو تلخیص ہمارے رفیق کار نعیم عدنان ہفت روزہ ندائے خلافت کے لئے تیار کرتے ہیں' یہی تلخیص مضمون کی حیثیت سے گاہے گاہے روزنامہ اخبارات میں بھی شائع ہوتی رہتی ہے۔ گزشتہ خطاب جمعہ کی تلخیص ۲۵/ فروری کے روزنامہ "پاکستان" میں شائع ہوئی۔ اس کے اگلے روز "نوائے وقت" کے ملی ایڈیشن اور روزنامہ "خبریں" میں مکمل طور پر جبکہ روزنامہ "جنگ" میں اس مضمون کی پہلی قسط شائع ہوئی۔

روزنامہ نوائے وقت نے اس مضمون پر ایک اختلافی اور وضاحتی نوٹ بھی لکھا ہے' چنانچہ اس حوالے سے چند وضاحتیں پیش خدمت ہیں۔ روزنامہ "نوائے وقت" نے اپنے اختلافی نوٹ میں تین پوائنٹ اٹھائے ہیں۔ روزنامہ نوائے وقت کو ملک میں جو اہم مقام اور حیثیت حاصل ہے' اسے میں گزشتہ خطاب جمعہ میں بھی بیان کرچکا ہوں۔ اس حقیقت میں کوئی شک نہیں ہے کہ نوائے وقت نے اپنے پیش نظر بعض اصولوں اور نظریات کی بڑی سختی سے پابندی اختیار کر رکھی ہے۔ ان اصولوں میں پاکستان اور پاکستانیت یعنی دو قومی نظریہ کا تحفظ سب سے اہم ہے۔ نظریہ پاکستان کے تحفظ کے ساتھ ساتھ نوائے وقت کے بانی حمید نظامی مرحوم نے جمہوری اقدار کی بحالی اور انہیں پروان چڑھانے کے لئے جنگ مول لئے رکھی۔ ضیاء الحق مرحوم کے گیارہ سالہ دور اقتدار میں بھی روزنامہ نوائے وقت ایڈیٹر جناب مجید نظامی کی قیادت میں اپنے اس مؤقف پر قائم رہا۔ نوائے وقت نے میری اِن گزارشات کے حوالے سے جو تین نکات اٹھائے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ "کیمپ ڈیوڈ معاہدہ کے وقت جمال عبدالناصر کا انتقال ہوچکا تھا اور اس وقت انور السادات مصر کے حکمران تھے اور مصر اور اسرائیل کے درمیان ہونے والے معاہدے کو مصری عوام اور فوج دونوں نے ناپسند کیا تھا۔" نوائے وقت کی یہ وضاحت حقیقت پر مبنی ہے۔ تاہم میں نے اپنی گزارشات میں صرف جمال عبدالناصر اور کیمپ ڈیوڈ معاہدے ہی کا ذکر نہیں کیا تھا بلکہ میں نے یہ عرض کیا تھا کہ ایک زمانے میں فلسطینی تحریک آزادی نے کس قدر سرفروشی کی داستانیں رقم کی تھیں اور جرأت و بہادری

منبر و محراب

کے کیسے کیسے عظیم کارنامے سرانجام دیئے تھے' اس وقت بھی یاسر عرفات ہی فلسطینی تحریک آزادی کے سربراہ تھے اور آج اسرائیل کے ساتھ اوسلو ٹائپ معاہدہ کے وقت بھی وہی اس تحریک کے سربراہ ہیں۔ سوال یہ ہے کہ وہ اسرائیل کے وجود کو تسلیم کرنے پر کیوں تیار ہوئے؟ سمجھنے کا اصل نقطہ یہ ہے کہ اس کی وجہ "خذلانِ الٰہی" ہے۔ ایک جامع دعا خطبۂ جمعہ میں عام طور پر شامل ہوتی ہے کہ ((اللّٰھم انْصُرْ مَنْ نَصَرَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاجْعَلْنَا مِنْھُمْ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَا تَجْعَلْنَا مَعَھُمْ...)) "اے اللہ ہر اس شخص کی مدد فرما جو تیرے نبی کے دین کی مدد کر رہا ہو (وہ خواہ کوئی بھی ہو' کہیں بھی ہو) اور ہمیں بھی ایسے لوگوں کے ساتھ شامل ہونے کی توفیق عطا فرما اور ہر اس شخص کو ذلیل اور رسوا کردے اور اس سے اپنی مدد کا ہاتھ کھینچ لے جو تیرے نبیؐ کے دین کے خلاف سازشیں کر رہا ہے اور ہمیں ایسے لوگوں کے پھندے میں گرفتار ہونے سے بچائے رکھنا۔ "خذلانِ الٰہی" کا اصل مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی قوم سے اپنی تائید و حمایت ہٹالے۔ اُمت مسلمہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنی تائید و نصرت کیوں اٹھالی ہے؟۔ اس سوال کا صاف اور سیدھا جواب یہ ہے کہ مسلمان دُنیا کی دیگر اقوام کی طرح محض ایک قوم نہیں ہیں بلکہ یہ ہم مقصد لوگوں پر مشتمل "اُمت" ہے' بقول اقبال ؎

اپنی ملت پر قیاس اقوامِ مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قومِ رسولِ ہاشمی ؐ

"اقوام مغرب" کیا' دُنیا کی کسی بھی قوم پر اُمت مسلمہ کو قیاس نہیں کیا جاسکتا' اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ختم نبوت اور تکمیل رسالت کے بعد اُمت مسلمہ کو دُنیا کی ہدایت و رہنمائی کے لئے چن کر اپنے دینِ کامل کی امانت سونپ دی' اپنا کلام اور اپنی ابدی شریعت اس کے حوالے کردی۔ چنانچہ اب اس اُمت مسلمہ کو دُنیا میں اللہ کے دین کے علمبردار اور نمائندے کی حیثیت حاصل ہے۔ یہ اُمت اگر اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نمائندگی کا اپنے قول اور عمل سے صحیح صحیح حق ادا کردے تو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور برکتوں کی بارش کا نزول اس پر ہوگا۔ قرآن مجید میں یہ اصول یوں بیان ہوا ہے کہ ﴿لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ وَلَئِنْ کَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ﴾ وہ قوم جو اللہ کے پیغام کی محافظ اور امین ہو مگر اس کے باوجود وہ اس سے پہلو تہی اور روگردانی کی روش اختیار کرے تو وہ

جانتا ہوں میں یہ اُمت حامل قرآں نہیں
ہے وہی سرمایہ داری بندۂ مومن کا دیں!

کا مصداق بن جائے گی۔ اللہ تعالیٰ کی نمائندہ قوم اگر اپنے قول و فعل سے دین و شریعت کی غلط نمائندگی کرنے لگے اور اسے دیکھ کر لوگ اللہ کے دین کی طرف آنے کی بجائے مزید دور ہونے لگیں اور نفرت محسوس کرنے لگیں تو پھر ذلت و مسکنت اس پر مسلط کر دی جاتی ہے۔ جارج برنارڈ شا نے صحیح کہا تھا کہ "جب میں قرآن کو پڑھتا ہوں تو مجھے اس سے بہتر کتاب نظر نہیں آتی لیکن جب میں مسلمانوں کو دیکھتا ہوں تو محسوس کرتا ہوں کہ ان سے زیادہ برے لوگ کوئی نہیں۔" یہ مغرب کے ایک بہت بڑے دانشور کی گواہی ہے' جسے جھٹلانا آسان نہیں۔ اس وقت پوری دُنیا میں اُمت مسلمہ جس ذلت و خواری سے دوچار ہے اس کی آخر کوئی وجہ تو ہے! اُمت مسلمہ کا شمار نہ تو "G 7" میں ہوتا ہے اور نہ "G 15" میں' گویا دُنیا کے سیاسی اُفق پر ہم نہ تین میں ہیں نہ تیرہ میں۔ حالانکہ مسلمان دُنیا کی کل آبادی کا پانچواں حصہ ہیں مگر اس کے باوجود ہمارے مادی وسائل غیروں کے قبضے اور تصرف میں ہیں' وہی لوگ ہماری پالیسیاں بناتے ہیں۔ آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک ہی ہمارے آقا اور ولی نعمت بن چکے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ آخر ہم ایسی ذلت اور غلامی سے کیوں دوچار ہیں؟ اس کا اصل سبب "خذلانِ الٰہی" ہے۔ فرمان خداوندی ہے ﴿ وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَالَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْ بَعْدِهٖ ﴾ اُمت مسلمہ کی ذلت خواری کا اصل سبب اللہ تعالیٰ کی تائید و حمایت سے محرومی ہے۔ ہم سے پہلے سابقہ اُمت مسلمہ یعنی بنی اسرائیل اِس عذابِ خداوندی کا شکار ہو چکی ہے۔

ایک جانب قرآن مجید میں بنی اسرائیل کی فضیلت و بزرگی کو دو بار ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے کہ "اے بنی اسرائیل میں نے تمہیں تمام جہان والوں پر شرف فضیلت عطا فرمایا"۔ دوسری جانب اس اُمت کے بارے میں یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ ﴿ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَآءُوْا بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ﴾ یعنی جب انہوں نے اللہ کی نمائندگی کا حق ادا نہ کیا تو ان پر ذلت اور مسکنت تھوپ دی گئی۔ اِسی ذلت و مسکنت سے آج اُمت مسلمہ دوچار ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے مصری قوم اور مصری افواج کی مخالفت کے باوجود انور السادات اسرائیل سے کیمپ ڈیوڈ معاہدے پر مجبور ہوئے۔ نواز شریف پاکستانی عوام کی خواہشات کے علی الرغم بھارتی وزیراعظم کا استقبال کرنے پر مجبور ہوئے اور پاکستان کشمیر کے بارے میں خفیہ معاہدہ کرنے پر مجبور ہوا!!

موجودہ ذلت سے نکلنے کا واحد راستہ یہ ہے کہ اُمت مسلمہ کم از کم کسی ایک مسلمان ملک میں اللہ کے دین شریعت کو مکمل طور پر نافذ و غالب کر کے دُنیا کو اسلام کا عملی نمونہ دکھائے' اللہ کی نمائندگی کا یہی ایک راستہ ہے تاکہ لوگ اپنی آنکھوں سے اللہ کے دین کی برکات کا مشاہدہ کر سکیں۔ یہ اسی وقت ہو گا جب معاشی' سماجی اور سیاسی سطح پر اسلام کی تعلیمات کا عملی نمونہ دُنیا کو دکھا دیا جائے گا۔ دُنیا میں اسلامی ریاست کے قیام کے بغیر اُمت مسلمہ موجودہ ذلت اور خواری کی صورتحال سے نجات حاصل نہیں کر سکتی بلکہ ذلت و مسکنت اور "خذلان الٰہی" کے سائے مزید گہرے ہو جائیں گے۔

ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہئے کہ دُنیا کے سامنے اسلام کی تعلیمات کا عملی نمونہ پیش کرنے کے لئے ہی پاکستان کا قیام عمل میں آیا تھا۔ ۱۹۰۶ء سے ۱۹۳۰ء تک کی مسلم لیگ کا اصل نظریہ مسلمانوں کے حقوق کا تحفظ تھا مگر ۱۹۳۰ء کے خطبہ الٰہ آباد میں علامہ اقبال نے تحریک پاکستان میں احیائے اسلام کا جذبہ بھی داخل کر دیا۔ علامہ اقبال نے فرمایا تھا کہ مجھے یہ یقین ہے کہ برصغیر کے شمال مغرب میں مسلمانوں کی علیحدہ ریاست قائم ہو کر رہے گی اور اگر ایسا ہو گیا تو ہمیں موقع مل جائے گا کہ اسلام کے رخ روشن پر دورِ ملوکیت میں جاگیرداری اور سرمایہ داری کے جو بدنما داغ اور دھبے پڑ گئے تھے انہیں صاف کر کے دُنیا کو اسلام کے عادلانہ نظام سے روشناس کرایا جائے۔ جاگیرداری' سرمایہ داری اور سماجی سطح پر اونچ نیچ کے غیر اسلامی تصورات کو ختم کر کے اسلام کا عملی نمونہ دُنیا کے سامنے پیش کیا جائے۔ بقول اقبال ؎

کتابِ ملت بیضا کی پھر شیرازہ بندی ہے
یہ شاخِ ہاشمی کرنے کو ہے پھر برگ و بر پیدا

بانی پاکستان نے بھی اس بات کو واضح کرتے ہوئے کہا تھا کہ ہمیں پاکستان کا خطہ اس لئے درکار ہے تاکہ عہد حاضر میں اسلام کے اصولِ حریت و اخوت و مساوات کا عملی نمونہ دُنیا کو دکھایا جا سکے۔ لیکن افسوس کا مقام ہے کہ ہم پاکستان کی اس نظریاتی اساس یعنی اسلام کی طرف پیش رفت نہیں کر رہے۔ ہم نے پاکستان کو دُنیا کے دیگر ممالک کی طرح کا ایک ملک سمجھ لیا ہے حالانکہ کسی اعتبار سے بھی پاکستان دُنیا کا عام ملک نہیں ہے۔ جغرافیہ' زبان و ثقافت ہر اعتبار سے یہ ایک مصنوعی ملک ہے۔ اس ملک کی واحد اساس اور بنیاد اسلام ہے مگر اسے ہم اپنانے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ دُنیا کی تمام اقوام میں اُمت مسلمہ کو خصوصی امتیاز حاصل ہے' جبکہ مسلمانان پاکستان کو پوری اُمت میں امتیازی حیثیت حاصل ہے' اس حقیت کو سمجھے بغیر ہمارے مسائل حل نہیں ہو سکتے۔

میری اس رائے کو کہ "بھارت کے ساتھ مفاہمت اور دوستانہ تعلقات کے قیام کی کوشش کے ضمن میں نوائے وقت اور جماعت اسلامی یکجان ہو گئے ہیں" نوائے وقت نے اپنے اختلافی نوٹ کے ساتھ شائع کیا ہے۔ نوائے وقت نے اپنے اختلافی نوٹ میں لکھا ہے کہ "نوائے وقت کا موقف ہمیشہ سے ایک رہا ہے البتہ جماعت اسلامی کے موقف میں تبدیلی ہوئی ہے۔ ایک وقت وہ بھی تھا جب مولانا مودودی کا موقف کشمیر اور جہاد کشمیر کے بارے میں مختلف تھا"۔ نوائے وقت کی یہ بات صد فی صد درست ہے۔ مولانا مودودیؒ نے متحدہ ہندی قومیت کے مقابلے میں مسلم قومیت کے تصور کو اجاگر کیا۔ یوں مولانا مودودی نے علامہ اقبال کے فکر کی توضیح کا فریضہ ادا کیا۔ اسی بنا پر علامہ اقبال نے مولانا مودودی کو حیدر آباد سے پنجاب آنے کی دعوت دی تھی۔ جماعت اسلامی کا قیام مسلم قوم پرستی کے احیاء کے لئے نہیں تھا بلکہ ایک اصولی' اسلامی' انقلابی جماعت کا نقشہ ان کے پیش نظر تھا۔ اسی وجہ سے جب ۴۸ء میں جہاد کشمیر کا آغاز ہوا تو اس وقت مولانا مودودی کی جو رائے سامنے آئی وہ خالص اسلامی اور قرآنی بنیادوں پر استوار تھی۔ مولانا چونکہ ایک اسلامی تحریک کے قائد و امام کی حیثیت سے جماعت اسلامی کو لے کر چل رہے تھے' ان کے لئے اسلام کے ابدی احکامات کو پیش نظر رکھنا ضروری اور ناگزیر تھا جبکہ قوم پرستی کا تقاضا ہے کہ جو لائحہ عمل قوم و ملک کے لئے مفید ہو وہ ٹھیک ہے اور جو نقصان کا باعث ہو وہ ناروا اور غلط ہے۔ انہوں نے اس قرآنی آیت کی جانب توجہ مبذول کرائی تھی ﴿ وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ' اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَآئِنِيْنَ ﴾ اس آیت کی رو سے پاکستان کو چاہئے تھا کہ وہ ہندوستان کے ساتھ جنگ کا باقاعدہ اعلان کرتا۔ سفارتی تعلقات بھی قائم ہوں اور خفیہ طور پر دشمن کے خلاف کارروائی بھی جاری ہو' یہ طرز عمل اسلامی تعلیمات سے مطابقت نہیں رکھتا۔ یہ تھا مولانا مودودیؒ کا موقف!

اس اعتبار سے مدیر نوائے وقت کا یہ کہنا درست اور بجا ہے کہ جماعت اسلامی کے امیر قاضی حسین احمد نے بھی نوائے وقت کے موقف ہی کو اختیار کر لیا ہے' نوائے وقت کے موقف میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ افسوس کہ جماعت اسلامی نے ۵۱ء کے الیکشن میں حصہ لے کر اور اپنے اصولی' اسلامی اور انقلابی کردار کو ترک کر کے "اسلام پسند قومی سیاسی جماعت" کی حیثیت اختیار کر لی۔ چنانچہ موقف کی اس تبدیلی کی وجہ سے جماعت اسلامی کے امیر قاضی حسین احمد آج نوائے وقت کے ساتھ کھڑے نظر آتے ہیں۔

بہرکیف' اگر یہ کہا جائے کہ جماعت اسلامی نے قاضی حسین احمد کی قیادت میں بھارتی وزیراعظم کی آمد پر بھرپور احتجاج کر کے پوری "پاکستانی قوم" کی طرف سے فرض کفایہ ادا کر دیا ہے تو غلط نہ ہو گا۔ بھارتی وزیراعظم اور دیگر مہمانوں کو اڑھائی گھنٹے تک گورنر ہاؤس میں رکنا پڑا۔ جماعت اسلامی کے احتجاج کے باعث نواز شریف اپنے

"معزز" مہمانوں سمیت اڑھائی گھنٹے کی تاخیر سے شاہی قلعہ جانے کے قابل ہو سکے۔ میری رائے میں یہ ایک کامیاب احتجاجی مظاہرہ تھا۔ قاضی حسین احمد نے ہمت اور جرأت کا مظاہرہ کیا ہے۔ جماعت اسلامی کے اس احتجاج سے نواز شریف حکومت کو بھی فائدہ ہو گا۔ اگرچہ اس وقت نواز شریف حکومت اور جماعت اسلامی دو متحارب اور مدمقابل فریق بن چکے ہیں مگر جب پاکستان اور بھارت میں مسئلہ کشمیر پر بات چیت ہو گی تو اس وقت نواز شریف یہ کہہ سکیں گے کہ مجھے اپنے ملک کی رائے عامہ کو بھی مدنظر رکھنا پڑے گا۔ لہٰذا ملک و قوم کے مفاد میں یکطرفہ طور پر میں آپ کی شرائط کیسے تسلیم کر سکتا ہوں؟ البتہ جماعت اسلامی کے احتجاج کے حوالے سے اگر انتظامیہ کا یہ موقف درست ہے کہ جماعت اسلامی کی قیادت نے ۳ بجے سہ پہر تک اپنا احتجاج ختم کرنے کا وعدہ کیا تھا مگر بعد میں اپنے اس وعدہ کی خلاف ورزی کی تو اس طرزِ عمل سے جماعت اسلامی کا دینی تشخص یقیناً مجروح ہوا ہے۔ اسی طرح توڑ پھوڑ اور تشدد کی ذمہ داری بھی اصولاً اسی جماعت پر عائد ہوتی ہے' جو اپنے کارکنوں اور عوام کو سڑکوں پر لاتی ہے۔ تاہم لٹن روڈ پر جماعت اسلامی کے دفتر میں منعقدہ جلسہ پر پولیس تشدد واضح طور پر انتظامیہ کی انتقامی کارروائی ہے' جسے کھسیانی بلی کھمبا نوچے کا مظہر ہی قرار دیا جا سکتا ہے۔ تنظیم اسلامی اس حکومتی تشدد کی شدید مذمت کرتی ہے۔

نوائے وقت نے اپنے اختلافی نوٹ میں جو تیسرا اختلافی نقطہ اٹھایا ہے میرے خیال میں میرے بیان کردہ موقف کو پوری طرح نہ سمجھنے کی وجہ سے ایسا ہوا ہے۔ میری رائے یہ ہے کہ اگر ہم نے پاکستان کے اسلامی تشخص کے مضبوط اور مستحکم کئے بغیر بھارت سے دوستی' مفاہمت' تجارت' سیاحت' ثقافت اور کھیل کے میدان میں اپنے دروازے کھول دیئے تو اس سے بالآخر پاکستان ختم ہو کر بھارت میں ضم اور مدغم ہو جائے گا۔ ہندو قوم کی ذہنیت کا اندازہ تو کرکٹ کے کھیل میں بھی بخوبی ہو چکا ہے۔ حالیہ پاک بھارت کرکٹ سیریز میں اڑھائی گھنٹے کھیل رکا رہا۔ بھارتی انتظامیہ نے جب تک ایک لاکھ ہندو ناظرین کو سٹیڈیم سے باہر نہیں نکالا اس وقت تک کھیل بند رہا۔ یہ وہی ہندو ذہنیت ہے جو قیام پاکستان سے پہلے تھی۔ اس ہندو ذہنیت کا تجربہ بھارت ہی میں ہو سکتا ہے جبکہ بھارت سے پاکستان "یاترا" پر آنے والے دانشور اور فنکار تو محبت کے زمزمے بہاتے نظر آتے ہیں' ان خیرسگالی وفود کے جذبات و خیالات سے تو دوستی ہی دوستی' محبت ہی محبت اور اخوت ہی اخوت ظاہر ہوتی ہے۔

امریکہ کے سپیشل اسٹڈی گروپ نے مسئلہ کشمیر کے ضمن میں اپنی حکومت کو جو مشورے دیئے ہیں ان کے منظر عام پر آنے سے بلی تھیلے سے باہر آ چکی ہے' یہ مشورے ہندوستان اور پاکستان کی رائے عامہ کی روشنی میں تیار کئے گئے ہیں۔ امریکی حکومت کو دیئے گئے مشورہ کے مطابق کشمیر کا ایک حصہ بالکل آزاد و خود مختار ریاست کے طور پر قائم کیا جائے یعنی موجودہ آزاد کشمیر پاکستان کے پاس رہے' لداخ اور جموں کا علاقہ جو ہندو اکثریت کا علاقہ ہے' وہ ہندوستان کے قبضے میں رہے جبکہ وادی کو آزاد اور الگ ریاست کی شکل دے دی جائے۔ اس آزاد خطے کے قیام کے لئے پاکستان اور بھارت دونوں ضمانت فراہم کریں۔ کشمیر کی اس ریاست کے باشندوں کے پاس پاکستان اور بھارت دونوں ممالک کی شہریت ہو۔ کشمیر کی اس آزاد و خود مختار ریاست کے قیام کے ذریعے امریکہ دراصل پاکستان اور بھارت کی رائے عامہ کو کنٹرول کرنا چاہتا ہے۔ چنانچہ کشمیر پر کیمپ ڈیوڈ یا اوسلو طرز کے معاہدہ سے عین ممکن ہے پاکستان کو وقتی طور پر کشمیر کا کوئی اور ٹکڑا اس میں شامل ہو جائے لیکن اس کے بعد شدید اندیشہ پیدا ہو جائے گا کہ پاکستان مکمل طور پر بھارت کی جھولی میں جا گرے! غور طلب بات یہ ہے کہ آخر ہم ایک آزاد و خود مختار قوم ہونے کے باوجود کشمیر پر "کیمپ ڈیوڈ اور اوسلو طرز" کے خفیہ معاہدے پر کیوں مجبور ہوئے؟

عالمی معاشیات میں ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ اگر کسی ملک کے ذمے قرض اور سود کی مد میں واجب الادا رقم اس کی مجموعی قومی آمدنی (GNP) کے ۴۰ فیصد سے زائد ہو جائے تو اسے خطرے کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ پاکستان میں یہ شرح ۴۰ فیصد سے بڑھ کر ۹۲ فیصد تک ہو چکی ہے۔ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ہماری معاشی ابتری کس درجے کی ہے۔ قرض کی مے پینے کی اس عادتِ بد کی وجہ سے ہماری گردن آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کی مٹھی میں آ چکی ہے۔ یہ عالمی مالیاتی ادارے امریکی اشاروں پر ناچتے ہیں جبکہ خود امریکہ کے سر پر یہودی سوار ہیں۔ نواز شریف حکومت کے دو سالہ اقتدار کا سب سے بڑا کارنامہ "ڈیفالٹ" ہونے سے بچاؤ کو قرار دیا جا رہا ہے۔ عالمی مالیاتی اداروں سے امریکہ کے حکم پر پاکستان کو بڑے بڑے قرضوں کی رقوم کسی خفیہ معاہدہ کا نتیجہ ہی تو ہیں؟

ملک کو درپیش اِس صورتحال کی ذمہ داری اکیلے نواز شریف پر عائد نہیں ہوتی' بلکہ نواز شریف اور بے نظیر سمیت ملک کے تمام سابق حکمران بھی "حصہ بقدر جثہ" کے مصداق اِس میں برابر کے شریک ہیں۔ اسی خفیہ معاہدے کے نتیجے میں اب دفاعی بجٹ میں بھی کٹوتی ہو گی۔ فوج کو سڑکوں کی تعمیر اور واپڈا میں لگا کر اس کی ڈاؤن گریڈنگ تو پہلے ہی ہو چکی ہے' اب فوج کی ڈاؤن سائزنگ بھی ہو گی۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ یہ سب کچھ کیوں ہو رہا ہے؟ ہماری موجودہ ذلت و رسوائی کا اصل سبب اللہ تعالیٰ سے بے وفائی' وعدہ خلافی اور روگردانی ہے۔ ملک و قوم کو درپیش صورتحال سے نکلنے کا واحد راستہ یہ ہے کہ نیو ورلڈ آرڈر کے خلاف کھلی بغاوت کا اعلان کیا جائے جیسا کہ کبھی ٹیپو سلطان نے کہا تھا کہ "شیر کی ایک دن کی زندگی گیدڑ کی سو سالہ زندگی سے بہتر ہے"۔ ہمارے پاس اس کے علاوہ کوئی راستہ نہیں ہے' وگرنہ سی ٹی بی ٹی اور ایف ایم سی ٹی سمیت امریکہ کا ہر حکم ہمیں بجالانا ہو گا!

یہ حقیقت واضح رہنی چاہئے کہ پاکستان کی خداداد ایٹمی صلاحیت صرف پاکستان ہی کی ملکیت نہیں ہے بلکہ یہ صلاحیت پوری اُمت مسلمہ کی اجتماعی قوت اور امانت ہے۔ پاکستان کو پوری اُمت مسلمہ کے "ایٹمی وار ہیڈ" کی حیثیت حاصل ہو چکی ہے۔ چنانچہ جب پاکستان نے ایٹمی دھماکے کئے تھے تو پوری اسلامی دُنیا میں جشن کا سماں بندھ گیا تھا۔ پورے عالم عرب پر اسرائیل کی دہشت سوار ہے' جس کے پاس ایٹمی صلاحیت ہے۔ اسرائیل کے مقابلے میں کم از کم پاکستان کی شکل میں ایک مسلمان ملک تو اب ایسا ہے کہ جس کے پاس ایٹمی قوت موجود ہے۔ اسی لئے پاکستان ہی کی نہیں پوری اُمت مسلمہ کی ایٹمی قوت کو' جو عطیۂ خداوندی ہے' رول بیک کرانے کی سرتوڑ کوششیں ہو رہی ہیں۔ ان تمام سازشوں کا قلع قمع کرنے کے لئے ضروری ہے کہ نیو ورلڈ آرڈر کے خلاف اعلان بغاوت کیا جائے اور اس کے لئے عوام میں بڑے پیمانے پر قربانی دینے کا جذبہ بیدار کیا جائے۔ یہ جذبہ عوام میں صرف اور صرف اسلام کے حوالے سے اسی وقت پیدا کیا جا سکتا ہے جب لوگوں کو یہ یقین ہو جائے کہ حکومت واقعتاً اسلام کے لئے مخلص ہے۔ اب اسلام کے نعروں سے کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہو گا کہ نعروں والا اسلام اپنی معنویت کھو چکا ہے۔

جس طرح ہماری ایٹمی صلاحیت اور ایٹمی دھماکے اللہ کی خصوصی تائید و نصرت کے مظہر تھے' بالکل ویسے ہی چین کی طرف سے پاکستان کو دفاعی معاہدے کی پیشکش کا معاملہ بھی اللہ کے خصوصی فضل و کرم کا مظہر اور مایوسی کے اندھیاروں میں امید کی روشن کرن کے مصداق ہے۔ پاکستان کو چین کی طرف سے دفاعی معاہدے کی اس پیشکش پر امریکہ میں بھی تشویش کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ چھ حاضر سروس فوجی جرنیلوں کی معیت میں چینی وزیر دفاع کی آمد اور اس موقع پر پاکستان کو دفاعی معاہدہ کی پیشکش نہایت اہمیت کی حامل ہے۔ حکومت کو چاہئے کہ چین کی اس فراخدلانہ پیشکش سے بلا تاخیر فائدہ اٹھاتے ہوئے چین سے دفاعی معاہدہ کرے۔ چین کی اس بروقت اور اہم پیشکش کو نظرانداز کرنا سنگین غلطی ہو گی۔

ہمارا مطالبہ ہماری اپیل
دستورِ خلافت کی تکمیل

تجزیہ نگار کے نقطہ نظر سے ادارہ کا کامل اتفاق ضروری نہیں

برصغیر میں طاقت کے عدم توازن کو منصوبے کے تحت بڑھایا جا رہا ہے

محبت کا جو طوفان گزشتہ ہفتے واہگہ بارڈر سے اُٹھا تھا' اس کی گرد' اب بیٹھ رہی ہے

اقتصادی امداد کی مشین سے ہمارے مصنوعی سانس کا تسلسل قائم رکھا جا رہا ہے

مرزا ایوب بیگ' لاہور

محبت کا جو طوفان گذشتہ ہفتے واہگہ بارڈر سے اٹھا تھا اس کی گرد اب بیٹھ رہی ہے۔ حسب توقع اس کی پہل محترم واجپائی کی طرف سے ہوئی۔ دہلی کے ہوائی اڈے پر پہنچتے ہی انہوں نے بیان داغا کہ میں نے نواز شریف پر واضح کر دیا ہے کہ جب تک پاکستان کشمیر میں قتل و غارت بند نہیں کرتا امن قائم نہیں ہو سکتا' جس کا ترکی بہ ترکی جواب پاکستان کی طرف سے دیا گیا کہ مقبوضہ کشمیر میں ہونے والی قتل و غارت کا ذمہ دار بھارت ہے۔ اگرچہ اس دوران میں دونوں وزرائے اعظم نے "اعلانِ لاہور" کی تاروں سے محبت کے سُر چھیڑنے کی ناکام کوشش کی اور یہ حقیقت بالکل عیاں ہو گئی کہ دونوں لیڈر جو بات اپنے عوام کو سمجھانا چاہتے ہیں وہ خود ان کی اپنی سمجھ میں نہیں آ رہی۔ آخر کار یومِ حمید نظامی مرحوم کے موقع پر الحمراء ہال لاہور میں یار لوگ نواز شریف کے منہ میں "کشمیر بنے گا پاکستان" کے الفاظ ڈالنے میں کامیاب ہو گئے اور این این آئی کے مطابق نیو دہلی میں ایک فلاحی ادارے کی افتتاحی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے وزیر اعظم واجپائی نے واشگاف الفاظ بلکہ تنبیہ کے انداز میں کہا کہ پاکستان سن لے کہ بھارت اپنے کسی حصے سے دست بردار نہیں ہو گا اور نہ ہم کسی ہمسایہ ملک کو اپنا علاقہ دیں گے۔ بالفاظ دیگر پاکستان اپنے اسی مؤقف پر قائم ہے یا واپس آ گیا ہے کہ "کشمیر بنے گا پاکستان" اور بھارت نے اٹوٹ انگ کی رٹ دوسرے الفاظ میں لگا دی ہے۔ ادھر امریکہ جو خوشی کی تانیں اڑا رہا تھا' مایوسی کا اظہار کرنے لگا ہے اور کلنٹن جی نے بھی اعتراف کیا ہے کہ وہ پاک بھارت کشیدگی میں کمی کرنے میں ابھی تک کامیاب نہیں ہو سکے۔

درحقیقت کسی مسئلے کو حل کرنے کیلئے دو ہی طریقے ممکن ہیں۔ اول یہ کہ ایک فریق اتنا طاقت ور ہو جائے اور دوسرا اتنا کمزور کہ فریق اول اپنا فیصلہ اس پر مسلط کر دے اور فریق ثانی کے پاس اسے قبول کرنے کے سوا کوئی چارہ کار ہی نہ ہو' جس طرح امریکہ نے عراق کی ایٹمی صلاحیت حاصل کرنے کی کوشش والا مسئلہ حل کیا ہے اور Wolf and Lamb والی کہانی وقفے وقفے سے دُہراتا رہتا ہے۔ لیکن پاکستان اور بھارت میں سے فی الحال کسی کو امریکہ کی حیثیت حاصل ہے اور نہ کوئی عراق کی مانند ہے۔ ایٹمی دھماکوں نے دونوں ممالک کو قریباً ایک ہی صف میں کھڑا کر دیا ہے۔ دوسری ممکنہ صورت یہ ہے کہ انصاف کو بنیاد بنایا جائے' جس کی بنیاد باہمی اعتماد ہی ہو سکتی ہے' جس کا مکمل فقدان ہے۔ دو رقیب بھی اس طرح شک نہیں کرتے ہوں گے جس طرح پاکستان اور بھارت ایک دوسرے پر کرتے ہیں۔ پاکستان میں کوئی واردات ہو جائے تو "را" اس کا ذمہ دار ہوتا ہے اور بھارت میں ہونے والی واردات کی پشت پر آئی ایس آئی کا ہاتھ بتایا جاتا ہے۔

پاکستان اور بھارت کے مابین تنازعات کسی صورت بھی حل ہوتے نظر نہیں آتے۔ دوسری طرف ۱۱/ مئی اور ۲۸/ مئی کے ایٹمی دھماکوں کے بعد محسوس ہوتا ہے کہ

تجزیہ

امریکہ نے یہ طے کر لیا ہے کہ وہ اس علاقے کو ایک بار پھر غیر ایٹمی علاقہ بنا کر رہے گا۔ خصوصاً وہ ایک مسلمان ملک کو بحیثیت ایٹمی قوت کبھی برداشت نہیں کرے گا۔ پاکستان چونکہ یہ کہنے کی حماقت کر چکا ہے کہ وہ اس وقت تک ایٹمی صلاحیت سے دستبردار نہیں ہو گا جب تک کشمیر سمیت اس کے بھارت کے ساتھ تمام تنازعات طے نہیں ہو جاتے لہٰذا امریکہ اپنے ہدف کے حصول کے لئے اب دو آپشنز پر کام کرے گا۔ اولاً یہ کہ بھارت کشمیر کے مسئلہ پر کچھ لو اور کچھ دو کا معاملہ کرے' خصوصاً اگر پورا کشمیر یا اس کا کچھ حصہ آزاد ہو جائے تو امریکہ ایک تیر سے دو شکار کر سکے گا۔ اس مقصد کی خاطر وقتی طور پر بھارت سے ناراضگی کا اظہار بھی کیا جائے گا اور اسے سیکورٹی کونسل میں مستقل سیٹ اور سپر کمپیوٹر کی ٹیکنالوجی وغیرہ کی رشوت بھی پیش کی جائے گی۔ لیکن اگر بھارت کسی صورت کشمیر کے معاملے میں پیچھے ہٹنے کیلئے تیار نہ ہوا تو پھر پاکستان ہی کو قربانی کا بکرا بنایا جائے گا۔ اسے اقتصادی اور عسکری لحاظ سے اتنا کمزور کر دیا جائے گا اور اس کے لیڈروں پر واضح کر دیا جائے کہ اگر زندہ رہنا چاہتے ہو تو ایٹمی قوت کو رول بیک کر دو۔ امریکہ ان دونوں آپشنز پر کام شروع کر چکا ہے۔ وہ بھارت کو کشمیر کی تقسیم پر رضامند کرنے کی کوشش بھی کر رہا ہے لیکن دفاعی بجٹ میں بھارت نے جو گیارہ فیصد اضافہ کیا ہے اس پر احتجاجاً ایک لفظ بھی نہیں کہا' جب کہ پاکستان کو امداد دینے کی شرط اول اب یہ ہے کہ دفاعی بجٹ میں کمی کی جائے اور پہلی مرتبہ پاکستان نے امریکہ کی یہ شرط قبول کر لی ہے۔ اور افراط زر کے باوجود اپنے بجٹ میں ۷ ارب روپے کی کمی کر دی ہے۔ ہم گذشتہ سال CWC پر دستخط کرنے کی حماقت بھی کر چکے ہیں لہٰذا کیمیائی ہتھیاروں پر پابندی کی تنظیم (او۔ بی۔ سی۔ ڈبلیو) کے ڈائریکٹر جنرل ایک اعلیٰ سطحی وفد لے کر پاکستان پہنچ چکے ہیں۔ یہ وفد وزیر اعظم سمیت اعلیٰ حکام سے متعلقہ امور پر گفتگو کرے گا۔ دفاعی مبصرین اس دورے کو بڑی اہمیت دے رہے ہیں۔

ہمارے حکمرانوں کے بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی نے ان کے کان میں یہ پھونک مار دی ہے کہ اب آپ ایٹمی قوت ہیں کوئی آپ کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ لہٰذا اتنے بڑے دفاعی بجٹ کی کیا ضرورت ہے۔ یہ سوچ انتہائی غیر دانشمندانہ ہے۔ قرائن صاف بتا رہے ہیں کہ اقتصادی امداد کی مشین سے ہمارے مصنوعی سانس کا جو تسلسل قائم رکھا جا رہا ہے اس کے بارے میں کسی موزوں وقت پر یہ کہہ دیا جائے گا کہ ایٹمی قوت کو رول بیک کرو اور اپنے ملک کے کونے کونے کو معائنے کیلئے کھول دو ورنہ سانس روک دیا جائے گا۔ شائد ہمارے پاس اس وقت کوئی بدل موجود نہ ہو اور ہم "ہینڈز اپ" کرنے پر مجبور ہو جائیں۔ لہٰذا راقم کی رائے میں اب وہ صورت حال پیدا کرنے کی کوشش کی جائے گی جس میں فریقین کے مابین طاقت کا زبردست عدم توازن پیدا ہو جائے' پھر کشمیر کا مسئلہ بالادست قوت کی مرضی سے حل کر کے یا حل کئے بغیر ہی فریق ثانی کے ایٹمی دانت نکال دیئے

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

مکالمہ

خواتین کے تعاون کے بغیر کوئی شعبہ زندگی نہیں چل سکتا!

دعوت دین اور شریعت کی پابندی پر لوگ کیا کہتے ہیں' مجھے اس کی کوئی پروا نہیں

شرعی پردہ کی مشکلات پر ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ ہم نے یہ قدم اللہ کی خاطر اٹھایا ہے' کیا اللہ میرا اتنا سا کام بھی نہیں کرے گا!

میں روایتی ساس نہیں ہوں' بہوؤں کو بیٹیوں سے زیادہ اچھا سمجھتی ہوں

میں نے ڈاکٹر صاحب کو کبھی غصہ چڑھانے والی بات ہی نہیں کی

تنظیم اسلامی حلقہ خواتین کی ناظمہ علیا بیگم ڈاکٹر اسرار احمد کا روزنامہ "پاکستان" کو پہلا اخباری انٹرویو

(یہ انٹرویو روزنامہ پاکستان' بابت ۲/ مارچ ۹۹ء کے شکریئے کے ساتھ معمولی لفظی اصلاح کے بعد شائع کیا جارہا ہے)

مذہبی عقائد کو زندگی میں نصب العین بنانے والے خاص قسم کے لوگوں میں ڈاکٹر اسرار احمد ایک معتبر شخصیت سمجھے جاتے ہیں۔ ان کا شمار ایسے مذہبی سکالروں میں ہوتا ہے جنھوں نے اسلامی افکار کا نہ صرف خود اپنی زندگی میں اطلاق کیا بلکہ اپنے بچوں کی بھی خالصتاً اسلامی تعلیمات کے مطابق تربیت کی۔ ڈاکٹر اسرار احمد کی اہلیہ ایک نہایت باپردہ خاتون ہیں۔ انہوں نے گھریلو ذمہ داریاں نبھانے کے ساتھ ساتھ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی خدمت کرنے کا بھی بیڑہ اٹھایا۔ وہ خواتین کو درس قرآن اور قرآن پاک کا ترجمہ پڑھاتی ہیں۔ وہ صرف لاہور ہی میں نہیں بلکہ دوسرے شہروں' قصبوں' دیہاتوں میں جاکر خواتین کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات سے آگاہ کرتی ہیں۔ بیگم طاہرہ خاتون قرآن پاک کی درس و تدریس کے سلسلے میں امریکہ' لندن' کینیڈا اور اسلامی ممالک کے دورے بھی کر چکی ہیں۔ اس عظیم خاتون نے نہ صرف روزنامہ "پاکستان" کو اپنا پہلا انٹرویو دیا بلکہ ہمارے بے حد اصرار پر انہوں نے پردے میں تصاویر بھی بنوائیں۔

☆ کیا آپ گھریلو خاتون ہیں اور اپنی تنظیم کے لئے کیا کچھ کر رہی ہیں؟

○ بنیادی طور پر میں ایک گھریلو خاتون ہوں مگر تنظیم کے سربراہ کی بیوی ہونے کے ناطے میری بہت سی بھاری ذمہ داریاں ہیں۔ ان ذمہ داریوں کو آگے بڑھانے اور نبھانے کے لئے خواتین کو درس قرآن اور قرآن پاک کا ترجمہ اور دین کی باتیں سمجھاتی ہوں کہ ہم دنیا میں کیوں آئے ہیں' ہمارا مقصد کیا ہے' ہماری زندگی کیا ہے' خدا نے ہمیں اشرف المخلوقات ایسے تو نہیں بنایا ہے اور قرآن کہتا ہے کہ میں نے ساری دنیا انسان کے لئے بنادی ہے تو ہمارا کردار کیا ہے' ہمارا کیا مقصد ہے؟

☆ آپ درس قرآن' قرآن پاک کا ترجمہ صرف لاہور میں پڑھاتی ہیں یا کبھی بیرونِ ممالک بھی گئی ہیں؟

○ میں پاکستان میں ہی نہیں بیرونِ ممالک بھی گئی ہوں' یہاں ہمارے چھوٹے چھوٹے یونٹ کام کر رہے ہیں جو نہ صرف بڑے بڑے شہروں بلکہ دیہاتوں میں بھی بنائے گئے ہیں' وہاں جاتی ہوں اور خواتین کے اجتماع سے خطاب کرتی ہوں۔ فیصل آباد' کراچی' ملتان' اوکاڑہ' ساہیوال اور دیگر شہروں میں جاتی ہوں۔ لندن' امریکہ' کینیڈا بھی گئی ہوں۔ جہاں میں نے خواتین کے بڑے بڑے اجتماعات سے دین کی باتیں کی ہیں۔

☆ اللہ کا پیغام پہنچانے میں آپ کو کچھ مشکل تو پیش نہیں آئی؟

گوشہ خواتین

○ مجھے کوئی کچھ بھی کہے مجھے پرواہ نہیں۔ زیادہ مشکل پیش نہیں آتی دین کی خاطر مصائب تو برداشت کرنے پڑتے ہیں۔ ہمارے حضور پاک ﷺ نے تو دین کی خاطر بہت دکھ درد برداشت کئے ان کے مخالفین انہیں (نعوذ باللہ) جادوگر کہتے' پتھر مارتے' بے حد تکلیفیں اٹھائی ہیں دین کی خاطر حضور پاک ﷺ نے۔ میں تو ان کے پیروں کی خاک ہوں۔ مجھے جتنی تکلیفیں اٹھانی پڑیں میں گھبرانے والی نہیں ہوں۔ مجھے لوگ کیا کہتے ہیں مجھے اس کی پرواہ نہیں ہے۔

☆ آپ کا پیغام کس قسم کے لوگوں کے لئے ہے۔ سادہ یا ماڈرن خواتین کے لئے؟

○ میرا پیغام تمام خواتین کے لئے ہے۔ تاہم میں سمجھتی ہوں کہ ماڈرن طبقہ اللہ کے پیغام کو زیادہ سمجھ سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کو قائل کرنا آسان ہوتا ہے اور جب قرآن پاک کا پیغام ان کے دل میں گھر کر جاتا ہے تو پھر وہی ماڈرن انسان ہمارے پیغام کو آگے پہنچاتا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ ماڈرن خواتین کو زندگی کی سہولتیں اور آسائشیں میسر ہوتی ہیں' وہ دین کی زیادہ اچھے طریقے سے خدمت کر سکتی ہیں۔ اس لئے میں زیادہ ماڈرن خواتین کی طرف توجہ دیتی ہوں کیونکہ وہ پڑھی لکھی بھی ہوتی ہیں اور انہیں جلد بات کی سمجھ آجاتی ہے۔

☆ کیا آپ میڈیا کے موجودہ کردار سے مطمئن ہیں؟

○ میڈیا اپنا کردار صحیح طریقے سے نہیں نبھا رہا۔ وہ خواتین کو فحاشی' عریانی اور بازاری چیز بنا کر پیش کر رہا ہے۔ دیکھا جائے تو میڈیا' جس میں اخبارات بھی شامل ہیں' نے خواتین کے صحیح اسلامی کردار کو اجاگر کرنے میں کسی قسم کا کوئی کردار ادا نہیں کیا ہے۔ سارے اخبارات عورت فروشی کے کاروبار میں جتا ہیں۔ ٹیلی ویژن سمجھتا ہے کہ جب تک خواتین کو سر سے ننگا نہیں دکھائے گا' شاید لوگ ٹیلی ویژن نہ دیکھیں گے۔ اخبارات سمجھتے ہیں کہ جب تک عورت کی رنگین

عریاں تصاویر نہ چھاپیں گے' اخبارات فروخت نہ ہوں گے۔ سنجیدہ اور سوبر طریقے کی نمائندگی کوئی اخبار نہیں کر رہا۔

پاکستان میں عورتوں کو برباد کرنے میں میڈیا کا بہت بڑا ہاتھ ہے۔ ان ذرائع پر وہی لوگ قابض ہیں جو اسلام سے محبت نہیں کرتے۔ اگر میڈیا اپنا صحیح کردار ادا کرے تو پاکستان کے کونے کونے میں صحیح اسلام کی تشریح ہو سکتی ہے' دین کی تعلیم دی جا سکتی ہے۔ خواتین میں یہ تاثر دیا جا رہا ہے کہ اسلام خواتین کو قید کرتا ہے' یہ بالکل غلط ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ خواتین کے تعاون کے بغیر کوئی شعبہ زندگی چل ہی نہیں سکتا' مگر ہماری کچھ حدود و قیود ہیں۔ بلاوجہ پیسہ کمانا ہمارا مقصد حیات نہیں ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ ہمارا میڈیا عورت کو سستی چیز بنا کر پیش کر رہا ہے۔ جو تباہی وہ پھیلا رہا ہے اس کے اثرات یہ ہیں کہ نئی نسل اسلامی اقدار سے بے بہرہ ہو چکی ہے۔ اگر کچھ دینی جماعتیں اپنے طور پر دین کی تبلیغ نہ کریں تو ہم نام کے مسلمان رہ جائیں۔

☆ آپ بیرونی ممالک گئی ہیں۔ کیا آپ سمجھتی ہیں کہ ہمارا میڈیا زیادہ اسلام کی خدمت کر رہا ہے؟

○ امریکہ' لندن' کینیڈا میں تو میڈیا بے حیائی پھیلا رہا ہے البتہ جو مسلمانوں کے اپنے چینلز ہیں اُن پر مسلمانوں کے لئے پروگرام دکھائے جاتے ہیں۔ سعودی عرب میں تو کچھ عرصہ پہلے عورت کو ٹیلی ویژن پر نہیں دکھایا جاتا تھا اب انہوں نے خواتین کو برقعہ میں دکھانا شروع کیا ہے۔ پہلے ان کی ایئر لائنز میں بھی بھارت' سری لنکا اور پاکستانی خواتین ہوتی تھیں مگر اب انہوں نے پردے کے ساتھ اپنی ایئر ہوسٹس بھرتی کی ہیں جو ان جہازوں میں کام کرتی ہیں۔

☆ آپ نے جو بیرونی دورے کئے ان میں کن ممالک میں آپ نے قرآن کا درس دیا؟

○ امریکہ' کینیڈا' سعودی عرب' لندن' ابو ظہبی' دبئی اور دوسرے ممالک میں دین کی خدمت کرنے کا موقع ملا۔

☆ آپ کو غیر مسلم معاشرے میں کام کرنے میں آسانی ہے یا پاکستان میں؟

○ میں قرآن پاک کے درس کی دعوت پر دوروں پر گئی امریکہ میں امریکن عورتیں جو نو مسلم ہیں' انہیں آہستہ آہستہ سمجھ آتی ہے۔ مگر مسلمان خواتین زیادہ اچھے طریقے سے سمجھتی ہیں۔ ہمارے پیغام پر بہت سی خواتین نے اپنی زندگی گزارنے کا طریقہ کار یکسر بدل لیا ہے۔ امریکہ میں تو بہت سے امریکی مسلمان ہو رہے ہیں مگر پاکستان میں کام کرنے میں زیادہ مزہ ہے کیونکہ جو بنیادی طور پر مسلمان ہیں کسی نہ کسی کوتاہی کی بنا پر دین سے دور رہتے ہیں جب انہیں سمجھ آ جائے تو پاکستانی پکا مسلمان بن جاتا ہے۔

☆ کیا آپ کو بیرونی ممالک سے فنڈز ملتے ہیں؟

○ پاکستان اور بیرون ممالک سے ہمیں کسی قسم کی کوئی مدد نہیں ملتی۔ البتہ ہمارے رفقاء جو پاکستان میں ہیں اور بیرون ممالک میں بھی مقیم ہیں وہ بھی ہم سے تعاون کرتے ہیں۔

☆ آپ کے کتنے بچے ہیں؟

○ میرے نو بچے ہیں۔ پانچ بیٹیاں اور چار بیٹے ہیں اور سب کے سب شادی شدہ ہیں۔ میرے تمام بچوں کی شادیاں سادگی سے ہوئیں۔ ہم نے نکاح مسجد میں پڑھا کر سنت رسول ﷺ کو زندہ رکھا ہے۔ نہ کوئی جہیز لیا اور نہ ہی دیا۔ دکھاوے کے لئے کچھ نہیں کیا' تھوڑا بہت بیٹی کو دے دیا جس میں کچھ زیورات' کپڑے وغیرہ شامل ہیں۔ بیٹے کی شادی پر کوئی ہنگامہ نہیں کیا۔ ولیمہ والے دن ون ڈش کے ساتھ ولیمہ کا اہتمام کیا۔ ڈاکٹر صاحب نے ایک مثال بن کر دکھایا۔ ہمارے گھر میں شرعی پردہ ہے۔ میرے داماد گھر میں داخل نہیں ہو سکتے۔ جب وہ آتے ہیں تو باہر بیٹھتے ہیں۔ ان کی بیوی ہی اس کے پاس جائے گی یہاں تک کہ میرے بیٹے بھی بغیر اجازت کے گھر میں داخل نہیں ہو سکتے کیونکہ ہمارے گھر پر دیور' جیٹھ' بہنوئی اور نندوئی سب سے پردہ کیا جاتا ہے۔

☆ کیا آپ کے گھر میں جوائنٹ فیملی سسٹم ہے؟

○ پہلے سب مل کر رہتے تھے اب تین بیٹے علیحدہ علیحدہ رہتے ہیں جب کہ ایک بیٹا ساتھ رہتا ہے۔

☆ جب آپ نے بیٹیوں کی شادی کی تو دامادوں میں کس قسم کی خوبیاں تلاش کیں' پڑھے لکھے ہوں یا دولت مند؟

○ میرے تمام داماد رشتے داروں میں سے نہیں ہیں' دو غیروں میں سے ہیں۔ ہم نے یہ دیکھا کہ ان میں دین سے لگاؤ کتنا ہے جس کو دین سے لگاؤ ہوتا ہے اس میں تمام خوبیاں ہوتی ہیں وہ پڑھے لکھے ہیں' دو ڈاکٹر ہیں ایک انجینئر ہیں۔ لوگ کہتے تھے ڈاکٹر صاحب آپ نے اگر پردہ کروانا ہے نہ تو کوئی آپ کو رشتہ دے گا نہ ہی رشتے ملیں گے۔ آپ کے گھر پر اتنی پابندیاں ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کا جواب ہوتا تھا کہ میں اللہ کا کام کر رہا ہوں تو کیا اللہ میرا اتنا سا کام بھی نہیں کرے گا۔ اللہ ضرور میرا کام کرے گا۔ یوں سال میں چار بچوں کی شادیاں ہوئیں کوئی پرابلم' نہ کوئی پریشانی ہوئی۔ تمام شادیاں قرآن اور سنت ﷺ کے مطابق ہوئیں جب کہ فی زمانہ ایک بچے کی شادی میں پتہ چل جاتا ہے۔ دعوت ولیمہ کی بھرپور طریقے سے سب کو دعوت دی۔ ون ڈش کھانا پیش کیا۔ کوئی لائٹنگ' نہ کوئی ہنگامہ کیا' نہ ڈھول ڈھمکے نہ گانا بجانا۔

☆ آپ نے اپنی بیٹیوں کو کیا تعلیم دی؟

○ میری تمام بیٹیوں نے ایف اے تک تعلیم حاصل کی۔ دو بیٹیاں تو سکول گئیں مگر پانچویں سے پہلے ہٹ گئیں۔ باقی بیٹیوں نے سکول دیکھا بھی نہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے سب کو گھر پر پرائیویٹ پڑھایا۔ عمر رسیدہ ٹیوٹر رکھ لئے جاتے تھے' جو بچیوں کو پڑھاتے تھے۔

☆ آپ نے اپنی بیٹیوں کو ڈاکٹر کیوں نہیں بنایا؟

○ ڈاکٹر تو بہت ہیں دین کی خدمت کرنے والے کم ہیں۔ خود ڈاکٹر صاحب نے ایم بی بی ایس کیا اور زیادہ پریکٹس نہیں کی۔ وہ سمجھتے تھے کہ روح کا علاج کرنا زیادہ ضروری ہے وہ روحانی علاج کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ڈاکٹر صاحب کو زبردست گویائی عطا فرمائی ہے۔

☆ آپ کے بیٹے کتنا پڑھے لکھے ہیں؟

○ ایک بیٹا ڈاکٹر ہے' دوسرے بیٹے نے حفظ قرآن اور فلسفہ میں ایم اے کیا ہے' تیسرا اکنامکس میں پی ایچ ڈی کر رہا ہے' جبکہ سب سے چھوٹے بیٹے نے عربی ادبیات میں ایم اے کیا ہے۔

☆ آپ کے کتنے پوتے' پوتیاں اور نواسے' نواسیاں ہیں؟

○ میرے ماشاء اللہ بیالیس (۴۲) پوتے پوتیاں' نواسے نواسیاں ہیں جب سب اکٹھے ہوتے ہیں ایک تقریب ہو جاتی ہے۔ عید اور بقر عید پر سب اکٹھے ہوتے ہیں۔

☆ ڈاکٹر صاحب سے آپکی شادی کب اور کیسے ہوئی؟

○ میری شادی ۱۹۵۵ء میں ہوئی۔ ڈاکٹر صاحب کا تعلق سہارن پور سے تھا جبکہ میرا تعلق گورداس پور سے تھا۔ ڈاکٹر صاحب کے والد بھی سرکاری ملازم تھے اور میرے والد بھی۔ ڈاکٹر صاحب جماعت اسلامی میں تھے۔ ساہیوال میں جماعت اسلامی کے ایک اجتماع کے دوران ڈاکٹر صاحب کی والدہ نے مجھے پسند کیا۔ مجھے اللہ کے فضل و کرم سے شروع ہی سے دین سے خاص لگاؤ تھا۔ ڈاکٹر صاحب پانچ بھائی ہیں' بھائیوں میں ان کا نمبر دوسرا ہے۔

☆ ڈاکٹر صاحب کیسے شوہر ہیں؟

○ الحمد اللہ بہت اچھے شوہر ہیں۔ مجھے بہت سکون اور پیار ملا۔ میرے شوہر ایسے نہیں ہیں جو بات بات پر لڑتے ہوں۔

☆ ناراض تو ہوتے ہوں گے' کن باتوں پر ناراض

ہوتے ہیں؟

○ ناراض ہوتے ہیں مگر زیادہ دیر نہیں' عموماً دو گھنٹے کے اندر اندر صلح ہو جاتی ہے۔ ایسا کوئی مسئلہ نہیں ہوا کہ وہ زیادہ دیر ناراض رہے ہوں۔ بڑے رحم دل ہیں' دین کے معاملے میں وہ سخت ہیں۔ میں نے کبھی غصہ چڑھانے والی بات ہی نہیں کی۔ صاف ستھری عادات کے مالک ہیں' نفاست اور نظافت کو پسند کرتے ہیں' انہیں صاف کپڑے' صاف بستر پسند ہے۔

☆ بچوں کے ساتھ کیسا سلوک کرتے تھے؟

○ بچوں کے ساتھ بہت کم ناراض ہوتے تھے۔ اگر ہوتے تو ٹھیک ٹھاک ہوتے تھے کہ بچوں کو سزا دینی ہے تو ایک بار دوبارہ بار نہیں۔

☆ آپ کا بہوؤں کے ساتھ کیسا سلوک ہے؟

○ میں روایتی ساس نہیں ہوں' یہ سوال آپ کو میری بہو سے کرنا چاہئے۔ میں اتنا کہوں گی کہ میں نے بہوؤں کو بیٹیوں سے زیادہ اچھا سمجھا ہے۔ بیماری ہو یا دکھ درد میں ان کی خدمت کرتی ہوں اور وہ بھی میری خدمت کرتی ہیں۔

☆ آپ نے بہوؤں میں رشتے کرنے سے پہلے کیا خوبیاں دیکھیں؟

○ جب میں بہو تلاش کرنے جاتی تو دعا کرتی کہ اے اللہ مجھے ایسی بہو دے جو تیرے راستے پر چلنے والی ہو اور ایسا داماد دے جو تیرے احکام پر چلے۔ میں نے شکل و صورت یا دولت کو نہیں' نیکی کو ترجیح دی۔ اللہ نے اپنے کرم سے سب کچھ دے دیا۔

☆ ڈاکٹر صاحب میوزک سنتے تھے؟

○ ہمارے گھر میں پہلے ریڈیو ہوتا تھا' بعد میں ٹیپ ریکارڈر آگیا اسی پر تلاوت سنتے تھے اب ٹیلی ویژن ہے مگر صرف خبرنامہ سنتے ہیں ڈرامے اور دوسرے پروگرام نہیں دیکھتے۔ اللہ پوچھے گا کہ میں نے تمہیں آنکھیں' کان دیئے تھے' اسے آپ نے کہاں استعمال کیا۔

☆ کیا آپ کبھی رشتے داروں کی مہندیوں' شادیوں میں گئے ہیں؟

○ ہم کبھی بھی رشتہ داروں کی شادیوں' مہندیوں میں نہیں گئے۔ ہم پہلے ہی کہہ دیتے ہیں کہ ہم اس تقریب میں شریک نہیں ہو سکتے یا پھر ایک دن پہلے جا کر مبارکباد دے آتے ہیں۔ شادی میں اسی صورت میں شرکت کرتے ہیں جب پردے کا صحیح انتظام ہو۔ ہماری کوشش ہوتی ہے کہ مروجہ خرافات سے بچا جائے۔

☆ کیا آپ فیملی پلاننگ کے خلاف ہیں؟

○ ہم سمجھتے ہیں کہ جس روح کو دنیا میں آنا ہو وہ آکر ہی رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ رزاق ہے وہ ایک چڑیا کے رزق کا بھی خیال رکھتا ہے وہ صبح خالی پیٹ نکلتی ہے اور شام کو پیٹ بھر کر گھونسلے میں واپس آتی ہے۔

☆ کیا مذہبی جماعتوں کے لئے حکمرانی کرنا ضروری ہے؟

○ ایک مذہبی جماعت کے پیش نظر دین کا غلبہ و قیام ہوتا ہے جس کے لئے باطل نظام کو جڑ سے اکھاڑنا ضروری ہوتا ہے۔ تاہم اس کے لئے پہلے خود کو مثال بنانا ہوگا۔ خود پر اسلام کو نافذ کرنا ہوگا۔ قوت ان لوگوں کی فراہم ہو جو پہلے صحیح مسلمان بنیں' پھر یہی لوگ دوسروں کو عمل پیرا ہونے کی تلقین کریں اور بالآخر باطل نظام سے ٹکرا جائیں۔

حدیثِ دل

فرقان دانش خان

راہِ نجات

جب خدا ایک .... قرآن ایک .... رسول ایک ہے .... تو دنیوی اور اخروی فلاح کا راستہ ایک کیوں نہیں ہے .... کسی کے نزدیک نیکی کا معیار کچھ ہے .... تو دوسرے کا تصور نیکی اس کے برخلاف کیوں ہے .... کوئی قتال کی طرف بلا رہا ہے .... کہ جہاد ہماری منزل ہے .... کسی کے نزدیک فرد کی اصلاح تمام مسائل کا حل ہے .... کہیں چلہ کشی اور ذکر واذکار ہی کو راہ نجات سمجھ لیا گیا ہے .... کچھ لوگ اقامت دین کا علم بلند کئے ہوئے ہیں .. کوئی دعوت و تبلیغ ہی کو کامیابی کا مرکز و محور جانتا ہے .... کوئی بزعم خویش توحید کا علمبردار بن کر دیگر تمام طبقات پر کفر اور شرک کے فتوے چسپاں کر رہا ہے .... اس پر فرقہ بندی الگ ہے .... جہاں ایک دوسرے کا خون بہانا عین عبادت ہے ....

ایک راہ حق کا متلاشی ان بھول بھلیوں میں چکر لگاتا رہ جاتا ہے .... کہ کس کی بات سنی جائے .... اور کس کی بات پر دھیان نہ دیا جائے .... نجات کی راہ کونسی ہے .... کس کی بات صحیح ہے؟ .... یہ سب کیا ہے؟ .... اور ایسا کیوں ہے؟

دل کی آواز .... کانوں سے ٹکراتی ہے .... یہ سب .... محسن انسانیت' کی راہ سے انحراف کی سزا ہے .... جو ایک امانت ہمارے سپرد کر گئے تھے .... جی ہاں .... اس امت کو .... خلافت کی ڈوری سے باندھ دیا گیا تھا .... لیکن وہ امانت ہم نے کھو دی .... پھر یہ ہوا کہ .... ہر ایک نے اپنی سمجھ کے مطابق .... دین کا وہ حصہ .... جو اصلاً خلافت کی ذمہ داری تھی .... اسے پکڑ لیا .... اور اسے ہی کل دین سمجھ لیا .... یہی وجہ ہے کہ آج ہماری ترجیحات واضح نہیں ہیں .... اور ہم بھٹکتے پھر رہے ہیں .... حالانکہ ہونا یہ چاہئے کہ پہلے خلافت کا ادارہ قائم کر لیا جائے۔ خلافت بھی وہ کہ جو ملوکیت کے اثرات سے پاک ہو .... یعنی خلافت علیٰ منہاج النبوۃ .... اور اسی کے قیام کے لئے ہماری ساری صلاحیتیں وقف ہو جائیں .... گویا فریضہ اقامت دین کی ادائیگی ہی ہمارا مرکز و محور بن جائے .... کیونکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ خلافت کی کرسی تین دن سے زیادہ خالی نہیں چھوڑی جا سکتی .... لیکن پون صدی ہونے کو آئی .... اُمت کے سروں پر خلافت کی چھت قائم نہیں .... یہی وجہ ہے کہ آج دنیا میں مسلمان ذلیل و خوار ہیں .... اگر خلافت قائم ہوتی تو بوسنیا و کشمیر کے مسلمان یوں قتل نہ ہوتے .... چیچنیا میں اللہ کے ماننے والوں پر ظلم نہ ہوتا .... اور آج امریکہ کو عراق پر آگ و آہن برسانے کی جرأت نہ ہوتی۔

کیونکہ یہ خلافت ہی کی ذمہ داری ہے کہ وہ مظلوم مسلمانوں کی مدد کے لئے قتال کرے .... جیسے محمد بن قاسم .... ایک مسلمان عورت کی فریاد پر راجہ داہر کے خلاف .... مدد کو پہنچا تھا .... اور یہ خلافت ہی کی ذمہ داری ہے کہ عالم کفر کو دین کی دعوت دے اور جہاں کہیں بھی .... دین کی دعوت پہنچانے کی ضرورت ہو .... اس کا انتظام کرے .... یہی راہِ نجات ہے .... اور شاید یہی ہم سب کے دل کی آواز ہے۔

راولپنڈی میں منہاجِ محمدیؐ کانفرنس

امیر تنظیم اسلامی نے پاکستان کے دینی عناصر کو اکٹھا کرنے کے لئے منہاجِ محمدیؐ کانفرنسیں منعقد کرنے کا جرأت مندانہ فیصلہ کیا۔ مرکز کے فیصلے کے مطابق پہلی کانفرنس ۲۱/ فروری ۹۹ء کو راولپنڈی میں طے پائی۔

مجوزہ کانفرنس کے انعقاد کے لئے راولپنڈی اسلام آباد کے امراء پر مشتمل ایک مشاورتی میٹنگ ۳/ فروری کو ہوئی جس میں انتظامات کا جائزہ لیا گیا۔ علماء سے رابطہ کرنے کے لئے ایک ہزار خط پرنٹ کرایا گیا جو راولپنڈی اسلام آباد کے تمام علماء اور ائمہ مساجد کو بھیجا گیا۔ خط میں علماء سے تعاون کی درخواست کی گئی۔ اس خط کا علماء نے خیر مقدم کیا اور ڈاکٹر اسرار احمد کی اس مساعی کو سراہا۔

اس کے بعد مرحلہ آیا کہ مقررین سے اس پلیٹ فارم پر اپنے خیالات کا اظہار کرنے کی درخواست کی جائے۔ چنانچہ دیوبندی، بریلوی اور اہلحدیث علماء سے درخواست کی گئی کہ وہ تشریف لائیں اور کانفرنس میں اپنے خیالات کا اظہار کریں۔ اہل حدیث علماء میں سے پروفیسر عبدالرحمٰن عتیق، دیوبندی علماء میں سے مولانا اشرف علی نے آنے کا وعدہ کیا۔ بریلوی علماء میں سے ریاض حسین شاہ نے کورا جواب دیا۔ بریلوی علماء میں سے حافظ شیر عالم مجددی، پیر نقیب الرحمٰن، پیر نصیر الدین نے بھی اپنی "جماعتی مجبوریوں" کا ذکر کیا۔ تاہم بریلوی مکتبہ فکر سے پروفیسر محمد افضل جوہر اور دیوبندی مکتبہ فکر سے سید چراغ الدین شاہ تشریف لائے۔ امیر محترم نے لاہور میں پہلے ہی سے جنرل حمید گل، مولانا محمد اکرم اعوان اور محمد خان شیرانی سے وعدہ لے لیا تھا۔ اگلے مرحلے میں ان علماء کو "منہج انقلابِ نبویؐ" نامی کتاب برائے مطالعہ پیش کی گئی۔ مقررین کو خصوصی دعوت نامہ بھی دیا گیا۔ عام پبلسٹی کے لئے ۱۷ ہزار ہینڈبل تقسیم کئے گئے اور ۴۰ بینرز لگائے گئے۔ اخبار میں اشتہار بھی دیا گیا۔ امیر محترم اور ناظم اعلیٰ ڈاکٹر عبدالخالق ۲۰/ فروری کو راولپنڈی تشریف لائے اور بعد نماز عصر پریس کلب راولپنڈی میں پریس کانفرنس سے خطاب کیا جس میں واجپائی اور نواز شریف کے درمیان ملاقات کے حوالے سے کشمیر کے مسئلے پر گفتگو کی جسے اگلے روز تمام اخبارات نے شہ سرخیوں کے ساتھ شائع کیا۔ اگلے دن پریس کلب راولپنڈی میں منہاجِ محمدیؐ کانفرنس پریس کلب کے خوبصورت لان میں منعقد ہوئی۔ کانفرنس کا آغاز ساڑھے دس بجے تلاوت قرآن حکیم سے ہوا۔ امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے کانفرنس کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالی۔ بعد ازاں مولانا محمد خان شیرانی ایم این اے کو دعوت خطاب دی گئی۔ ان کے بعد جنرل حمید گل نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ مولانا محمد اکرم اعوان، عبدالستار بھٹی، مولانا مختار گل اور پروفیسر محمد افضل جوہر نے خطاب کیا۔ آخر میں امیر محترم ڈاکٹر اسرار احمد نے بیان کئے گئے نکات کو مجتمع کیا۔ یہ کانفرنس ڈیڑھ بجے اختتام پذیر ہوئی۔ کانفرنس کی کوریج تمام اخبارات نے نمایاں انداز میں کی۔

دوسرا پروگرام بعد نماز مغرب "لالہ زار" میں ہوا۔ رفیق تنظیم جناب محمد طفیل گوندل نے اپنی بچی کے خطبہ نکاح کے لئے امیر محترم کو دعوت دے رکھی تھی۔ چنانچہ بعد نماز مغرب فوجی فاؤنڈیشن کالج کی مسجد میں تقریب نکاح منعقد ہوئی۔

تیسرا پروگرام رفقائے حلقہ سے امیر محترم کی ملاقات تھی۔ سپریم کورٹ میں سود کے خلاف حکومت کی اپیل کی درخواست کی سماعت شروع ہو چکی ہے جس میں وکیل صفائی اسماعیل قریشی کی درخواست پر امیر محترم نے رفقاء کو شرکت کے لئے کہا۔ امیر تنظیم اسلامی راولپنڈی شہر جناب عتیق الرحمٰن کی قیادت میں رفقاء کے گروپ نے اس میں شرکت کی۔ ذمہ دارانِ تنظیم کے بارے میں رفقاءِ تنظیم کی آراء سے آگاہی حاصل کرنے کے لئے امیر محترم نے نئی پالیسی کا آغاز کیا جس کی ابتدا حلقہ پنجاب شمالی سے ہوئی۔ بعد نماز مغرب دفتر حلقہ میں ملتزم رفقاء کا اجتماع ہوا جس میں راقم کے بارے میں رفقاء نے کھل کر اظہار خیال کیا۔ اور بعض شکایات براہ راست امیر محترم تک پہنچائی گئیں۔ راقم سے ان کی وضاحت طلب کی گئی۔ بہرحال

دلوں کی الجھنیں بڑھتی رہیں گی
اگر کچھ مشورے باہم نہ ہوں گے

امیر محترم قدیمی میزبان جناب شیخ ظفر الامین کے گھر چلے گئے۔ جہاں سے اگلی صبح ان کی لاہور روانگی ہو گئی۔ یوں سہ روزہ دعوتی، تنظیمی، تحریکی اور ہنگامہ خیز دورہ اختتام پذیر ہوا۔

(رپورٹ: شمس الحق اعوان)

اسرہ بھکڑیوالی حلقہ گوجرانوالہ کی ماہِ رمضان میں دعوتی سرگرمیاں

ماہ رمضان میں ابتدائی ۵ روز تک مطالعہ قرآن حکیم کی نشست جاری رہی۔ اسی دوران راقم نے قائد اعظم پبلک سکول گوندکے میں کلاس نہم اور دہم کے طلبہ کے تعاون سے درس قرآن کے پروگرام ترتیب دیئے جو آخر رمضان تک جاری رہے۔ ابتداء میں کوٹ مستا کی جامع مسجد میں نقیب اسرہ جناب محمد اشرف ڈھلوں نے بعد نماز عصر درس قرآن دیا جس میں پچاس سے زائد حضرات نے شرکت کی۔ اس کا انتظام حافظ امجد ادریس کے گھر پر ہوا۔

تیسرا درس بھی گوندکے میں کلاس نہم کے طالب علم ساجد الرحمٰن کے گھر میں ہوا۔ قرآن کالج کے ایک سالہ رجوع الی القرآن کورس کے ایک ہونہار طالب علم جناب امان اللہ نے درس دیا۔

گاؤں بھکڑیوالی میں نوید اشرف کے گھر میں راقم کو درس قرآن دینے کی سعادت حاصل ہوئی۔ بعد ازاں گاؤں گوندکے اور ٹھیکرکے میں درس قرآن کا سلسلہ جاری رہا۔ جن کا انتظام کلاس دہم کے طلبہ عبدالوحید، مجاہد حسین، قیصر محمود، محمد وسیم اقبال، محمد عمران جمیل، ظہور احمد، محمد عمران اسلم، عامر شریف، یاسین، حافظ محمد ندیم، محمد منیر، محمد دستگیر، لیاقت علی، محمد عمران شہزاد وغیرہ نے کیا تھا۔ ان دروس میں راقم نے عظمت قرآن، حقوق و فرائض، فرائض دینی کا جامع تصور کے موضوعات پر اظہار خیال کیا۔ ان دروس میں احباب نے بڑے ذوق و شوق سے شرکت کی۔ ہر درس میں شرکاء کی تعداد تقریباً ۵۰ کے لگ بھگ رہی۔ یوں ان دعوتی پروگراموں کے ذریعے تنظیم اسلامی کا پیغام اس علاقے میں پہنچا۔ (رپورٹ: ڈاکٹر ظفر اللہ خان)

دینی قیادت متحد ہو جائے' مفتی نظام الدین

مفتی نظام الدین شامزئی نے کہا کہ کم سے کم نکات پر اگر دینی قیادت نے متفق ہو کر شریعت اسلامی کے نفاذ کی جدوجہد کا آغاز نہ کیا تو اللہ تعالیٰ دینی قیادت نوجوانوں کے حوالے کر دے گا جس طرح افغانستان میں اس نے طالبان کو قیادت عطا فرما دی ہے۔ وہ امیر تنظیم اسلامی حلقہ سندھ سے بات چیت کر رہے تھے۔ اس موقع پر محمد نسیم الدین نے انہیں تنظیم اسلامی کی جانب سے ۱۶/ مارچ کو منہاجِ محمدیؐ کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی۔ مفتی نظام الدین شامزئی نے ڈاکٹر اسرار احمد کی قیادتوں کو متحد کرنے کیلئے جاری کوششوں کو سراہا اور کانفرنس میں شرکت کی دعوت قبول کر لی۔

اُسرہ اُوچ کی دعوتی سرگرمیاں

تنظیم اسلامی کے مجموعی فکر اور لائحہ عمل سے متفق علاقہ کی سربرآوردہ سماجی شخصیت جناب سید رؤف خان سے ملاقات ہوئی۔ کسی زمانے میں موصوف کا شمار جماعت اسلامی کے اہم لوگوں میں ہوتا تھا۔ رؤف خان صاحب سے دو گھنٹے کی مفصل ملاقات ہوئی۔ انہوں نے تنظیم اسلامی کے مؤقف کی تائید کرتے ہوئے تجویز پیش کی کہ ڈاکٹر صاحب مالاکنڈ ڈویژن کو خصوصی توجہ دے کر اس علاقہ کا ایک مفصل دورہ کریں، ہم ان کے حسب خواہش مکمل تعاون فراہم کریں گے۔

ملاقات کے بعد ناظم ذیلی حلقہ محمد انور کے ہمراہ کڑپہ گئے۔ جہاں منفرد رفقاء صدیق اکبر اور فضل معبود سے ملاقات ہوئی۔ صدیق اکبر علاقہ کی ایک معروف شخصیت استاد بہرہ مند مرحوم کے صاحبزادے ہیں۔ مرحوم تنظیم اسلامی کی طرف کامل میلان رکھتے اور ربونیر کی سطح پر تنظیم اسلامی کے اکثر پروگراموں میں شرکت کرتے تھے۔ امیر محترم سے بھی ان کی کافی ملاقاتیں ہوئی تھیں۔ ان کا بیٹا صدیق اکبر تنظیم اسلامی کا رفیق ہے۔ رفیق تنظیم جناب فضل معبود سے بھی ملاقات ہوئی۔ موصوف باصلاحیت شخص ہیں۔

ناظم ذیلی حلقہ کی آمد کے فوراً بعد نقیب اُسرہ محمد ایاز خان' رفقاء تنظیم اسلامی جناب محمد انور اور میر زمان صاحب نے ایک ملاقات کا پروگرام بنایا۔ یہ ملاقات علاقہ کی ایک جانی پہچانی شخصیت اور ممتاز عالم دین مولانا محمد شریف صاحب سے ہوئی۔ ہم ناظم ذیلی حلقہ کے ہمراہ مولانا صاحب کے ڈیرے پر ملاقات ہوئی۔ اس موقع پر اجمل خان سابق جنرل سیکرٹری اسلامی جمعیت طلبہ ڈگری کالج بھی موجود تھے۔ مولانا صاحب کی طرح اجمل خان بھی علاقہ کی بااثر شخصیات میں سے ہیں۔ دونوں احباب نے تنظیم اسلامی کے پروگرام کو سراہا۔ مولانا صاحب نے بتایا کہ وہ امیر محترم کی علمی صلاحیت سے بہت متاثر ہیں۔

منہاجِ محمدیؐ کانفرنس میں شرکت کی دعوت

تنظیم اسلامی سندھ کے امیر محمد نسیم الدین نے ۱۴/ مارچ کو کراچی میں ہونے والے منہاجِ محمدیؐ کانفرنس میں شرکت کی دعوت کیلئے پروفیسر غفور احمد نائب امیر جماعت اسلامی اور پروفیسر ڈاکٹر دلدار احمد جنرل سیکرٹری پاکستان عوامی تحریک سے ملاقاتیں کی اور انہیں منہاجِ محمدیؐ کانفرنس کے مقاصد سے آگاہ کرتے ہوئے کہا کہ مجوزہ متحدہ اسلامی محاذ کے قیام کی کوششوں کے سلسلے میں کانفرنسوں کا یہ سلسلہ ملک کے تمام بڑے شہروں میں شروع کیا جا رہا ہے۔ تاکہ اتحاد کیلئے متفقہ طریقۂ کار طے کیا جاسکے۔ انہوں نے کہا کہ اس کانفرنس میں شرکت کیلئے تمام مکاتب فکر کے دینی رہنماؤں سے رابطہ کیا جا رہا ہے۔ اس موقع پر امیر تنظیم اسلامی سندھ نے تنظیم کی اس پالیسی کا اعادہ کیا کہ مجوزہ متحدہ اسلامی محاذ کے قیام کی صورت میں تنظیم اسلامی اس میں کوئی عہدہ قبول نہیں کرے گی بلکہ خادم دین کی حیثیت سے کام کرے گی۔

تنظیم اسلامی صادق آباد کی دعوتی سرگرمیاں

تنظیم اسلامی صادق آباد کے زیر اہتمام جمعہ ۱۲/ فروری ۳ بجے دوپہر ملتزم رفیق جناب مسلم جاوید کی رہائش گاہ کے لان میں ایک دعوتی پروگرام منعقد ہوا۔ اس دعوتی پروگرام کا عنوان "فرائض دینی کا جامع تصور" تھا۔ پروگرام میں صرف ان احباب کو مدعو کیا گیا تھا جو رفقاء کی "ٹارگٹ لسٹ" میں شامل ہیں۔ تنظیم اسلامی صادق آباد کے امیر حافظ محمد خالد شفیع نے اپنے خطاب میں کہا کہ ہر مسلمان کو اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کرتے ہوئے تنظیمی زندگی اختیار کرنی چاہئے کیونکہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص اس حالت میں مرا کہ اس کی گردن میں بیعت کا قلادہ نہ تھا تو وہ نفاق کی موت مرا۔ شرکائے پروگرام کی تعداد تقریباً چالیس احباب پر مشتمل تھی۔ احباب کے لئے ریفرشمنٹ کا اہتمام بھی کیا گیا تھا۔ (رپورٹ : سجاد منصور)

تنظیم اسلامی حلقہ لاہور ڈویژن کا شب بیداری کی شکل میں تربیتی اجتماع

۲۷/ فروری ۱۹۹۹ء کو یہ اجتماع جامع قرآن اکیڈمی میں منعقد ہوا۔ اس تربیتی اجتماع میں لاہور غربی' لاہور جنوبی اور لاہور شرقی کے رفقاء نے شرکت کی۔ اس نوعیت کا یہ دوسرا پروگرام تھا۔ عشاء کی نماز کے بعد یہ اجتماع تقریباً ساڑھے آٹھ بجے شروع ہوا۔ رفقاء کے اندازِ شرکت سے محسوس ہو رہا تھا کہ وہ بڑے ذوق و شوق سے بستر اٹھائے خوش خوش اس پروگرام میں شریک ہو رہے ہیں۔ اجتماع کا آغاز ڈاکٹر عارف رشید صاحب کے تذکیر بالقرآن سے ہوا۔ اگرچہ ڈاکٹر عارف صاحب نے بھی آغاز میں کہہ دیا تھا کہ یہ درس قرآن کا موقع نہیں بلکہ اجتماع کی مناسبت سے تذکیر بالقرآن کا موقع ہے لیکن حقیقت ہے کہ یہ محفل تذکیر قرآن اور درس قرآن سے آگے بڑھ کر فہم قرآن کے درجے کی محفل تھی۔ ایک گھنٹے پر مشتمل یہ سورۃ الحجرات کا درس تھا۔ اس میں مسلمانوں کی ملی زندگی کے متعلق جو اصول دیئے گئے ہیں ان پر بات ہوئی۔ مسلمانوں کی ملی زندگی میں زہر گھولنے والی باتوں سے بچنے کی ترغیب تھی۔ گویا اگر مسلمان آج یہ اصول اپنا لیں تو پھر دوبارہ اُمت بامِ عروج تک پہنچ سکتی ہے۔

دوسرا خطاب مولانا خورشید احمد گنگوہی کا تھا۔ ان کی تقریر کا عنوان "ہماری دینی ذمہ داریاں" تھا۔ مولانا کو میں نے خطیب کی حیثیت سے کئی جلسوں میں سنا تھا۔ مولانا نے ہر فن مولا کے مزاج کے مصداق ثابت کیا کہ وہ صرف جوش ہی سے نہیں بلکہ ہوش سے بھی کام لینا جانتے ہیں۔ انہوں نے اپنی گفتگو سورۂ لقمان آیت ۱۷ کے حوالے سے کی جس میں ۳ ذمہ داریاں بیان ہوئی ہیں۔ نماز کا قائم کرنا' امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا اور تیسری یہ کہ اس کے جواب میں جو مشکل وقت آئے اس پر صبر کرنا۔ تیسرا پروگرام جناب ناظم حلقہ لاہور ڈویژن جناب عبدالرزاق کا تھا۔ موقعہ غنیمت جان کر ناظم حلقہ نے لوہے پر چوٹ ماردی اور اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ ان کی ایک خواہش تھی جس کا انہوں نے رفقاء کے سامنے اظہار کیا کہ میں چاہتا ہوں کہ ہر شخص اپنے طور پر اپنے گھر میں درس قرآن کا حلقہ قائم کرے تاکہ امت کے سامنے قرآن [illegible] میں سامنے آئے۔ اس قرآن کا چرچہ گلی گلی ہونا چاہئے۔ ان کی قیمتی باتوں کے ساتھ ہی چائے کا وقفہ ہوا اور آدھ گھنٹے کے بعد رفقاء دوبارہ تربیتی پروگرام میں شریک ہو گئے۔ اب درس حدیث کا پروگرام تھا۔ تنظیم اسلامی کے ناظم تربیت رحمت اللہ بٹر صاحب نے اپنے پنجابی انداز مگر اردو زبان میں درس حدیث دیا۔ تربیت کے ماحول کو سامنے رکھتے ہوئے انہوں نے پنجابی اشعار بھی پڑھے جس میں سے ایک تربیت کی جان تھا۔ انہوں نے شرکاء سے مخاطب ہو کر یہ کہا کہ

جے اپنے ہمیں کے دا پھٹ نیں سیتا
نری ملا جپی آ کر نیں او کیتا

درس حدیث کے بعد اختتامی پروگرام فضائل اعمال تھا۔ غازی محمد وقاص نے عام روٹین سے ہٹ کر مولانا مودودیؒ کی "مومن کے شب روز" نامی کتاب سے چند اقتباسات پڑھ کر سنائے کہ بندہ مومن کو ہر حال میں اللہ ہی کے احکام کا پابند رہنا چاہئے۔ خود احتسابی مومن کا روز کا وطیرہ ہونا چاہئے۔ اس عمل سے ہی بندہ پر صبغۃ اللہ کی کیفیت طاری ہوگی جس کا حدیث میں نقشہ کھینچا گیا ہے کہ بندۂ مومن وہ ہے جس کو دیکھ کر اللہ یاد آجائے۔ اس پروگرام کا پہلا حصہ ختم ہوگیا۔ دوسرا حصہ نماز تہجد سے لے کر نماز فجر کے بعد درس قرآن تک تھا۔ رات ۱۲ بجے سے لے کر ۴ بجے تک آرام کرنے کے بعد رفقاء کو تہجد کے لئے اٹھایا گیا۔ رفقاء نے انفرادی طور پر اپنے ذہن سے حجابات اٹھانے اور اللہ سے جوابات وصول کرنے یہاں تک کہ حضوری سے نکل کر دربار میں کھڑے ہونے تک کے مراحل طے کئے۔ نماز فجر کے بعد رشید ارشد صاحب کا درس قرآن سنا۔ سورۂ نوح کا درس تھا۔ انذار کا پہلو اس سورت میں غالب تھا اور رشید ارشد صاحب نے بغیر کسی ذہنی اور لسانی رکاوٹ کے اپنا مدعا بیان کیا۔ (رپورٹ : مرزا صفدر بیگ)

ناظم ذیلی حلقہ مالاکنڈ ڈویژن کی سرگرمیاں

حلقہ سرحد کے زیر اہتمام ۱۴/ فروری کے اجلاس مشاورت منعقدہ بٹ خیلہ میں فیصلہ کیا گیا کہ ذیلی حلقہ مالاکنڈ ڈویژن میں منفرد رفقاء کے ساتھ ملاقات کی جائے۔ مولانا غلام اللہ خان حقانی منفرد رفقاء سے ملاقات کریں گے۔ اُسروں کی طرف سے راہبر کی ذمہ داری نقیب اُسرہ پر ہوگی۔

حسب پروگرام ۲۰' ۲۱/ فروری کو مولانا حقانی سواڑی گئے۔ وہاں نقیب اُسرہ سواڑی محمد ایاز خان اُسرہ کے منفرد رفقاء سے ملاقات کیلئے بطور راہبر ان کے ہمراہ تھے۔ پروگرام کے مطابق محمد انور صاحب اور حقانی صاحب دیوانہ بابا گئے۔ پہلی ملاقات تنظیم اسلامی کے احباب جناب حضرت واحب' جناب منیر شاہ اور جناب اسماعیل شاہ سے ہوئی۔

تینوں حضرات تنظیم اسلامی کی دعوت سے متاثر ہیں۔ ندائے خلافت باقاعدگی سے پڑھتے ہیں۔ امیر محترم کی متوازن شخصیت سے کافی متاثر ہیں۔ دینی محاذ کیلئے ڈاکٹر صاحب کی کوششوں کے بڑھ چڑھ کر مداح ہیں۔ حضرت واحب صاحب نے تنظیم اسلامی کے کام میں مکمل تعاون کا یقین دلایا۔

بعد ازاں ناظم ذیلی حلقہ نے امنور کے احباب میں سے شہر یزداں اور مولانا سلیم صاحب سے ملاقات کی۔ دونوں حضرات نے تنظیم اسلامی کے پروگرام سے اتفاق کیا اور دینی جماعتوں کے اتحاد کیلئے محترم ڈاکٹر صاحب کی کوششوں کو سراہا۔ امنور کے منفرد رفیق راج بہادر صاحب شعبہ کمپیوٹر سائنس کے طالب علم سے بھی ملاقات ہوئی۔

۲۲/ فروری کو مولانا حقانی نے اُسرہ سواڑی کے دو رفقاء مولانا محمد قاسم اور عبدالاحد شاہ سے ملاقات کی۔ اس ملاقات میں تنظیم اسلامی کے مجموعی لائحہ عمل پر تفصیلی بات چیت ہوئی۔ روانگی سے قبل محمد انور نے ایک اور ملاقات کا پروگرام بنایا۔ یہ ملاقات غزالی پبلک سکول کے پرنسپل جناب سید زیب کے ساتھ ہوئی۔ (رپورٹ : حاجی قاسم خان)

ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں

نعیم اختر عدنان

☆ اقوامِ متحدہ کی بجائے مسئلہ کشمیر دو طرفہ مذاکرات کے تحت حل ہوگا۔ (واجپائی اور نواز شریف)

✪ اقوامِ متحدہ کی مسلسل بے حسی کے بعد یہی قابل عمل طریقہ رہ گیا ہے۔

☆ بلوچستان حکومت نے سودی لین دین کو حرام قرار دیتے ہوئے سود پر پابندی لگادی۔ (ایک خبر)

✪ خدا کرے کہ ملے دوسرے صوبوں کو بھی یہی توفیق!

☆ کاش کوئی "این جی او" مردوں کو بھی ایجوکیٹ کرے۔ (کلثوم نواز شریف)

✪ محترم کلثوم نواز شریف صاحبہ' سب سے پہلے آپ اپنے مرد اول سے اس کی ابتداء کریں۔

☆ منظور وٹو کی تعلیمی اسناد جعلی ہیں۔ (ایک خبر)

✪ خیر سے ہمارے سیاستدانوں کا سب کچھ جعلی ہے۔

☆ سندھ و سرحد کے تین ارکان اسمبلی کے خلاف بجلی چوری کے مقدمات درج کرلئے گئے۔

✪ بجلی چور سیاستدان مردہ باد!

☆ حکمران جمعہ پڑھائیں اور امامت بھی کروائیں۔ (ایک تجویز)

✪ صدر مملکت رفیق تارڑ "فارغ مباش کچھ کیا کر" کے مصداق اس تجویز پر فی الفور عمل کا آغاز کردیں۔

☆ قاضی حسین احمد پاکستان کے بال ٹھاکرے ہیں۔ (بی این پی کے مرکزی رہنما میر حاصل بزنجو)

✪ اور نواز شریف پاکستان کے اٹل بہاری واجپائی؟

☆ عوام سیاسی جماعتوں سے بیزار ہوچکے ہیں۔ (اصغر خان)

✪ مگر آپ جیسے سیاستدان پھر بھی قوم کا پیچھا چھوڑنے کے لئے آمادہ نہیں ہیں۔

☆ انسانی حقوق کا شور مچانے والی بیگمات کو کشمیر اور بوسنیا میں ہونے والے مظالم پر سانپ سونگھ جاتا ہے۔ (پیر بنیامین رضوی)

✪ وہ اس لئے کہ یہ بیگمات جن کا کھاتی ہیں' انہیں کے گن گاتی ہیں۔

☆ نواز شریف کے جانے اور بے نظیر کے آنے سے عوام کو کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ (پیر پگاڑا)

✪ اس لئے کہ "گاؤ آمد کہ خر رفت اور خر آمد کہ گاؤ رفت" والا محاورہ درست ہی تو ہے۔

☆ نئے بجٹ میں سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں بھی فوجی جوانوں جتنا اضافہ ہوگا۔ (اسحاق ڈار)

✪ سرکاری ملازمین وزیر خزانہ سے کہہ سکتے ہیں کہ "فوجیوں کو تو ملیں حور و قصور مگر ہم سے صرف وعدۂ حور!"

☆ ایوانِ صدر کی ۱۸۴ خالی آسامیاں ختم کردی گئیں۔ (ایک خبر)

✪ اگر صدر کی "فالتو" آسامی بھی ختم کردی جائے تو پورا ایوانِ صدر ہی فالتو ہوجائے گا۔

بقیہ : تجزیہ

جائیں۔ سوال یہ ہے کہ اس صورتحال سے کیسے بچا جائے؟ راقم کی رائے میں ابھی پانی سر سے نہیں گزرا۔ اگر ملک میں حقیقی جمہوریت بحال کی جائے' ہمارے حکمران اقتدار کو اپنی ذات میں مرتکز کرنے کی خواہش سے نجات حاصل کریں' تمام ریاستی اداروں کو پھلنے اور پھولنے کا موقع دیں' کشمیر کے مسئلے کو یا تو "کچھ لو اور کچھ دو" کی بنیاد پر حل کرلیں اور اگر بھارت اس پر رضامند نہ ہو تو اس وقت تک اس مسئلہ سے چشم پوشی اختیار کریں جب تک ہم اقتصادی اور عسکری لحاظ سے اتنے مضبوط نہ ہوجائیں کہ ہر قسم کی بیرونی امداد سے بے نیاز ہوجائیں اور اپنی تمام قوتیں اور صلاحیتیں مجتمع کرکے دنیا میں ایک باوقار قوم کی حیثیت سے ابھریں۔

خارجہ پالیسی کے حوالے سے ہمیں سات سمندر پار اس امریکہ کی طرف دیکھنے کی بجائے جس نے ہمیشہ وقت پر دھوکہ دیا ہے' علاقائی قوتوں کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ خصوصاً چین سے دفاعی معاہدہ کرنے کیلئے ہر ممکن کوشش کرنی چاہئے۔ اگرچہ کسی مسلم بلاک کے قیام میں امریکہ اور مغرب پوری قوت سے مزاحم ہوں گے اور ماضی قریب میں شاہ فیصل شہید اور ذوالفقار علی بھٹو اسی کوشش میں اپنی جانیں گنوا چکے ہیں' لیکن پھر بھی بڑے اور ایٹمی اسلامی ملک کی حیثیت سے پاکستان ہی کو مسلم بلاک کے قیام کیلئے کی جانے والی کوششوں کو لیڈ کرنا ہوگا۔ پاکستان اس وقت اقتصادی لحاظ سے اور باہمی خلفشار اور انتشار کے حوالہ سے جس مقام پر کھڑا ہے' مذکورہ بالا اقدامات صرف وہ حکومت کرسکتی ہے جو کسی انقلابی عمل کے نتیجہ میں وجود میں آئی ہو۔ لہٰذا پہلا کام اس ملک میں ایسا صالح انقلاب برپا کرنا ہے جس سے چوروں' لٹیروں اور قرض خوروں کی قیادت سے نجات حاصل ہوجائے۔

تصحیح

ندائے خلافت کے گزشتہ شمارے میں گوشۂ خلافت کے عنوان سے شائع ہونے والے سلسلہ مضامین میں ایک جملے کے مفہوم کو سمجھنے میں غلطی کا احتمال ہے۔ لہٰذا قارئین تصحیح فرمالیں۔

جملہ کچھ یوں تھا: "اس (یزید) کی پیدائش امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ امارت میں ہوئی تھی"۔

کتب تواریخ کے مطابق یزید کی ولادت ۲۵ یا ۲۶ ہجری میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ہوئی۔ اس وقت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ شام کے گورنر تھے۔ چنانچہ اس جملے میں دورِ امارت سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت مُراد نہیں' بلکہ شام کی گورنری مُراد ہے۔ اسی طرح کتابت کی غلطی سے اس مضمون میں یزید کی انتقال کے وقت عمر ۳۰ برس درج ہوگئی تھی جو کہ ۳۸ برس ہے۔

دعائے مغفرت

تنظیم اسلامی کراچی کے سینئر رفیق اور قابل احترام بزرگ شیخ جمیل الرحمٰن صاحب کی بڑی صاحبزادی اور رفیق تنظیم نعیم الطاف کی والدہ محترمہ طاہرہ خاتون گزشتہ ہفتے کراچی میں انتقال کرگئیں۔ قارئین سے التماس ہے کہ وہ مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت میں ہمارے ساتھ شریک ہوجائیں: اللّٰھم اغفر لھا وارحمھا وادخلھا فی رحمتک وحاسبھا حسابا یسیرا (آمین)

انتقالِ پُرملال

چوہدری عبدالروف چیمہ' چک نمبر ۲۲۵ (ر۔ب) ملکھانوالہ' ضلع فیصل آباد گزشتہ دنوں رضائے الٰہی سے انتقال کرگئے۔ إنا للہ وإنا إلیہ راجعون۔ مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

نقیب اُسرہ ہری پور جناب محمد آصف کی والدہ محترمہ کا انتقال ہوگیا ہے۔ قارئین سے مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

ہفت روزہ ندائے خلافت لاہور
سی پی ایل نمبر: 127
جلد 8، شمارہ 9
سالانہ زرِ تعاون -/175 روپے

پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس۔ ریلوے روڈ، لاہور
مقامِ اشاعت: 36۔ کے، ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 03-5869501

معاونین برائے مدیر:
○ مرزا ایوب بیگ ○ نعیم اختر عدنان
○ سردار اعوان ○ فرقان دانش خان
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

نامے میرے نام

محترم اسرار احمد صاحب

السلام علیکم!

آپ مجھے "عمل" کے میدان میں متحدہ اسلامی محاذ کے ہراول دستے میں پائیں گے بات کو جلسے جلوسوں سے آگے بڑھائیں اور اپنے اطراف میں جہاں جہاں ظلم ہو رہا ہے حق تلفی ہو رہی ہے اور غیر حق ہے اس کو بڑھ کر کچلنے کی ابتدا کریں۔ ڈرائنگ روم میں بیٹھ کر تنظیم سازی اور منصوبوں کا وقت نہیں ہے بذاتِ خود متحرک ہوں اور مظلوم کا ساتھ دیں لشکر حق تیار ہو جائے گا، تقریریں جلسے جلوس صرف "ارادہ" ہیں عمل نہیں۔ بقول اقبال ؎

تیری خاک میں ہے گر شرر تو خیال فقر و غنا نہ کر
کہ جہاں میں نان شعیر پر ہے مدار قوت حیدریؓ!

آپ کے عمل کا منتظر

محمد [illegible] نواز خان

۱۹۔ لاج روڈ یام سٹریٹ نمبر ۴ لاہور

محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

میثاق کے ماہِ فروری ۹۹ء کے شمارے میں آپ کی تحریک "متحدہ اسلامی محاذ" سے آگاہی ہوئی تو بہت خوش ہوا جیسے تاریک راستہ میں روشنی مل گئی۔ اللہ اس عظیم مقصد کے لئے پاکستان کی دینی جماعتوں کے امراء اور سرکردہ افراد کے دل کھول دے کہ وہ اس عظیم کام کے لئے تیار ہو جائیں۔ دین اسلام کا مقصد وحید ادیانِ عالم پر اس کی حکمرانی اور غلبہ ہے۔ لیکن افسوس صد افسوس کہ دینی ذہن رکھنے والے لوگوں کے ذہن میں بھی یہ بات نہیں آتی کہ دین اسلام کے غلبہ کے لئے ہمیں کونسا راستہ اختیار کرنا ہے۔

آپ کو معلوم ہے کہ مالاکنڈ ڈویژن میں حکومت نے جزوی طور پر صرف عدالتی سطح پر شریعت ریگولیشن کا اعلان کیا ہے اور ابھی تاحال عملاً کوئی اقدام نہیں کیا ہے، لیکن صرف ایک اقدام کیا ہے کہ نماز کے وقت بازاروں میں انتظامیہ کے لوگ گشت لگا کر لوگوں کو نماز کی طرف لے جاتے ہیں تو نماز کے وقت بازار بالکل خالی اور مساجد کھچا کھچ بھری رہتی ہیں۔ کیونکہ انتظامیہ نے اعلان کیا ہے اور لوگوں کی خوشی کی کوئی حد نہیں۔ تو اسی طرح اگر تمام شرعی احکام کا نفاذ ہو جائے تو پھر کیا حال ہو گا۔ میں اور میرے دیگر حلقہ اثر کے احباب آپ کی تحریک کا تہہ دل سے خیر مقدم کرتے ہیں۔ اور ان شاء اللہ ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار رہیں گے۔

قاری فضل ودود قریشی

ضلع بونیر تحصیل وڈاک خانہ ڈگر گاؤں کڑپہ

ضرورت استقبالیہ کلرک

قرآن اکیڈمی لاہور میں ایک مستعد اور باصلاحیت استقبالیہ کلرک کی فوری ضرورت ہے۔ تعلیم یافتہ اور باشرع حضرات رابطہ قائم کریں۔ تنظیم اسلامی یا مرکزی انجمن خدام القرآن سے وابستہ حضرات قابل ترجیح ہوں گے۔ معقول مشاہرہ دیا جائے گا۔

رابطہ: مدیر عمومی، قرآن اکیڈمی
36۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور فون: 5869501

اِن شاء اللہ اتوار ۷/مارچ نو بجے صبح

بمقام: حمید پیلس بٹالہ کالونی، ستیانہ روڈ فیصل آباد

منہاج محمدیؐ کانفرنس

منعقد ہوگی۔ جس سے حسب ذیل حضرات خطاب فرمائیں گے:

- مولانا زاہد الراشدی (پاکستان شریعت کونسل)
- مولانا ارشاد الحق اثری (اسلامی نظریاتی کونسل)
- صاحبزادہ طارق محمود (تحفظ ختم نبوت)
- مولانا محمد سعید احمد اسعد (جمعیت علماء پاکستان)
- مولانا محمد رشید قادری (منہاج القرآن)
- قاری محمد اصغر (جماعت اسلامی)
- سینیٹر طارق چوہدری و غیاث الدین جانباز (تنظیم الاخوان)

زیر صدارت **ڈاکٹر اسرار احمد** امیر تنظیم اسلامی

المعلن: محمد رشید عمر، امیر تنظیم اسلامی، فیصل آباد (فون: 624290)